مکمل ناول

یہ دھرتی ہماری ماں

ام مریم

باؤ جی میں اک عرض کراں
باؤ جی میں اک عرض کراں
دل میرا ڈردا اے اللہ دی سوں
میتوں رینا پراں پراں
باؤ جی میں اک عرض کراں

جمال عرف جمالا پائپ لگائے بہت مگن انداز میں لان کے پودوں کو سیراب کرتا ہوا لہک لہک کر گا رہا تھا۔

میں اہیو جیئی کڑی نئیں
باؤ مینوں گجھ نہ کہنئیں
ہائے نہ کھسکو جی اوراں اوراں
باؤ جی میں اک عرض کراں
دل میرا ڈردا اے اللہ دی سوں
میتوں رینا پراں پراں

گیٹ پہ زور وشور سے بج اٹھنے والی کال بیل پہ اس کی محویت میں خلل پڑا تھا پائپ وہیں چھوڑ کر اس نے ایک ہی جست میں لان اور پورچ و سجدہ کرتی سبزے کی باڑھ کو پھلانگا تھا اور پورٹیکو سے گیٹ تک جاتی سرخ بجری کی روش پر اچھلتے ہوئے اس کی زبان پہ نیا گانا آچکا تھا۔

کنڈی نہ کھڑکا سوہنیا سیدھا ای اندر آ
کنڈی نہ کھڑکا سوہنیا سیدھا ای اندر آ

گیٹ وا کرتے ہی اس کے سانولے پتھریلے چہرے پہ کچھ اور کرختگی چھائی۔

"کس سے ملنا ہے جی؟"

"اوئے تمیز سے بات کر اوے مالک ہے......"

"کون مالک۔" جمالا زور سے چونکا اسے دوسروں پہ تاثر ڈالنے کا بہت شوق تھا کہ وہ خود اس گھر کا مالک ہے۔

"کدھر ہے تیرا......" اور اپنے اس شوق میں اثر پیدا کرنے کی وہ جان توڑ کوشش بھی کرتا رہتا تھا کچھ لنڈے اور کچھ ایس پی کے مانگ کر لئے گئے کپڑے جو اس کے بدن پہ نہ صرف اچھے

خاصے لمبے ہوتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اتنے کھلے ضرور ہوتے کہ اس جیسا ایک اور دبلا پتلا سا انسان ضرور با آسانی اندر گھس سکتا۔

''یہ ایس پی ہمایوں عمر ہمدانی کا گھر نہیں ہے۔'' نو وارد چونکا جس کی صورت پہ جمالے کو شناسائیت سی محسوس ہوئی تھی خاصی جانی پہچانی شکل تھی مگر اسے فی الوقت ذہن پہ اچھا خاصا زور ڈال کر بھی یہ یاد نہ آسکا کہ اس نے اس صورت کو آخر کہاں دیکھ رکھا ہے اس کی نگاہ ایک تحیر کے عالم میں اس بارعب شخصیت کے ساتھ ان چمچہ نما ملازموں کے ہاتھوں میں مٹھائی اور پھلوں کے ان ٹوکروں پہ جمی تھی۔

''ارے بھئی بلاؤ اور بتاؤ اسے کہ اس کے سسر صاحب آئے ہیں۔'' موصوف مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے اکڑی ہوئی گردن کو مزید اکڑا کر بولے تو جمالا اپنی جگہ پہ زور سے اچھلا۔

''صاحب نے شادی کر رکھی تھی، دھوکہ مجھے بتایا تک نہیں کنجوس خیال کیا ہو گا میں خوشی میں تنخواہ بڑھانے کی بات نہ کر دوں یا پھر ایک جوڑے ایک جوتی اور ایک......''

''اوئے احمق کہاں گم ہو جاتا ہے بار بار تجھے سنا نہیں صاحب کہہ رہے ہیں چل جا اپنے مالک کو بلا کر لا۔'' ساتھ آئے چمچوں سے ایک نے اس کے بالوں سے ویلے سر پہ زور کا ٹھوکا لگا کر گہرے طنز اور حقارت سے کہا تو جمالے نے ایک کھا جانے والی نگاہ اس پہ ڈالی تھی کہ وہ محض نگاہ ہی ڈالنے پہ قادر تھا اس قسم کی پر اثر شخصیات کے نوکر بھی بڑے اثر رکھتے ہیں یہ بات جمالا بہت اچھی طرح سے جانتا تھا۔

''اچھا جی کہہ دیتا ہوں۔'' اس نے مسکینیت سے کہہ کر ایک للچائی ہوئی نگاہ مٹھائی کے سجے سجائے چمکتے ٹوکروں پہ ڈالی جس کے کھڑ کھڑاتے چکنے سفید کاغذ کے پار تازہ اور شیرے سے بھرے ہوئے رس گلے اس کے منہ میں پانی بھر رہے تھے۔

''صاحب جی آپ کے سسر آئے ہیں اپنے ملازموں کے ساتھ ویسے مجھے آپ سے یہ امید نہیں تھی کیا جاتا آپ کا مجھ غریب کو ایک سستا سا جوڑا ہی مل جاتا بدلے میں کتنی دعائیں دیتا آپ کو۔'' دستک دے کر اندر گھستے ہی اس نے جیسے ہمایوں پہ ہلا بولا تھا وہ جو نہا کر اس وقت باہر آیا تھا تولیے سے گیلے بال خشک کرتے ہوئے اس کی لن ترانی پہ اچھا خاصا چونکتا ہوا باقاعدہ گھورنے لگا۔

''واٹ نان سنس جمال کیا بک رہے ہو۔'' گو کہ جمال کو فضول بولنے کی عادت تھی مگر اس قسم کا مذاق وہ پسند نہیں کرتا تھا۔

''آپ سمجھ رہے ہیں صاحب میں جھوٹ بول رہا ہوں، اونہہ باہر جا کر دیکھیں آپ کے سچ مچ کے سسر جی آئے بیٹھے ہیں مٹھائیوں اور پھلوں سمیت، ویسے سچی بتائیں بیٹا ہوا ہے آپ کے ہاں پہلے بتا دوں میں تو ہزار روپے سے ایک روپیہ بھی کم......''

''شٹ اپ۔'' اس کی تیزی سے چلتی زبان کو ہمایوں کی تیز دھاڑ نے یکا یک بریک لگائے وہ کچھ سہم کر اسے دیکھنے لگا، مالک کے اس موڈ سے وہ ہمیشہ خائف رہا کرتا تھا گو کہ اسے غصہ بہت کم آتا تھا مگر جب آتا تھا تو جمالے کی کوشش ہوتی اس گھر سے غائب ہو جائے۔

''جاؤ یہاں سے۔'' اسے یوں خجل اور متوحش دیکھ کر ہمایوں نے جیسے لب بھینچ کر خود پہ قابو پایا۔

''مگر صاحب وہ باہر۔'' وہ گڑبڑا کر ٹپٹا کر بولا کہ باہر بھی تو ایسا ہی کڑا اور تند سا ایک شخص موجود تھا جو رعب واعب میں کسی طور بھی کم نہ تھا۔

''کون ہے باہر تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے کوئی ملنے والا ہے تو اسے میرا......'' اس نے بات ادھوری چھوڑ کر جھنجھلائے ہوئے انداز میں سر جھٹکا۔

''جی ٹھیک ہے آپ خود ہی دیکھ لیں کون ہے باہر۔'' وہ جیسے یکا یک پرسکون ہو کر بولا۔

''مجھے کیا جس کا بھگتان ہے خود بھگتے، اونہہ مجھے تو ایسے ڈانٹ رہے ہیں جیسے سارا قصور میرا ہو حالانکہ اس قسم کے چوری چھپے کے کاموں میں ایسا تو ہوتا ہے۔'' وہ جلتا کڑھتا ہوا پلٹا۔

بڑے بے آبرو ہو کے تیرے کوچے سے ہم نکلے

دردیلی آواز میں گاتا ہوا وہ پھر سے پہلے موڈ میں آچکا تھا ہمایوں عمر سر جھٹکتے ہوئے شرٹ پہننے کے بعد باہر آگیا۔

''جمال چائے بنا کر ڈرائینگ روم میں لے آنا۔'' نلکا بند کر کے پائنچ تہہ کرتا ہوا جمالا اس کی نگاہ میں جیسے ہی آیا حکم دیتا ہوا اندر چلا گیا۔

ڈرائینگ روم کے صوفے پہ وفاقی وزیر شیخ حسام الدین کو اپنے ملازموں سمیت موجود پا کر اسے جھٹکا لگا تھا۔

''واہ سبحان اللہ ماشا اللہ، اللہ نظر بد سے بچائے کیا قد کاٹھ ہے کیا حسن جوانی ہے۔'' ابھی وہ پہلے ہی جھٹکے سے نہیں سنبھلا تھا کہ ان کی یہاں اس طرح آمد کا کیا مقصد ہے کہ انہیں والہانہ انداز میں اٹھ کر خود سے لپٹتے اور فدویانہ انداز میں اپنی بلائیں لیتے دیکھ کر وہ حیرت و الجھن سمیت گنگ سا کھڑا رہ گیا۔

''ارے بیٹھو نا بیٹے کھڑے کیوں ہو۔'' حسام الدین اسے اچھی طرح لپٹا کر پیار کر لینے کے بعد خود بھی نشست سنبھالتے ہوئے اس پہ ستائشی اور بھرپور سراہتی ہوئی نگاہ ڈال کر یوں گویا ہوئے تھے جیسے وہ خود اس کے گھر پہ نہیں ہمایوں عمر نے انہیں میزبانی کا شرف بخشا ہو اس شان بے نیازی پہ ہمایوں عمر جل کر رہ گیا تھا۔

''دیکھیے جناب بہت مہربانی ہو گی آپ کی جو آپ مجھے اس تکلیف کی وجہ بتا دیں۔'' وہ ابھی

تھکا ہوا ڈیوٹی سے لوٹا تھا ایک کپ چائے پی کر

اچھی کتابیں پڑھنے کی عادت ڈالیئے

ابنِ انشاء

اردو کی آخری کتاب	135/-
خمار گندم	200/-
دنیا گول ہے	225/-
آوارہ گرد کی ڈائری	200/-
ابن بطوطہ کے تعاقب میں	200/-
چلتے ہو تو چین کو چلیے	[illegible]0/-
نگری نگری پھرا مسافر	175/-
خط انشاجی کے	200/-
بستی کے اک کوچے میں	165/-
چاند نگر	165/-
دل وحشی	165/-
آپ سے کیا پردہ	250/-

ڈاکٹر مولوی عبدالحق

قواعد اردو	200/-
انتخاب کلام میر	60/-

ڈاکٹر سید عبداللہ

طیف نثر	160/-
طیف غزل	120/-
طیف اقبال	120/-

لاہور اکیڈمی، چوک اُردو بازار، لاہور

فون نمبرز: 7321690-7310797

صرف بستر پہ جانے کی خواہش تھی کہ اس قسم کی خالص سیاسی شخصیت کی پھل مٹھائیوں سمیت آمد اسے بری طرح سے کھٹکی تھی، اسے یہ سمجھنے اور جاننے میں ایک پل نہیں لگا تھا کہ شیخ حسام الدین کی آمد کی وجہ کیا ہوسکتی ہے آج کل جس کیس پہ وہ کام کر رہا تھا اس میں جن مشکوک شخصیات کے نام تھے ان میں ایک نام ان کا بھی تھا یوں اس کا منہ بند کرانے کا یہ اچھا منصوبہ ان کے ذہن میں آیا تھا اس کا حلق کڑوا اور ذہن کھچاؤ کا شکار ہونے لگا۔

''بتا دیتے ہیں بیٹے اتنی جلدی بھی کیا ہے بیٹھو نا ہمارے پاس ابھی تو ہم نے آپ کو جی بھر کے دیکھا بھی نہیں ماشاءاللہ بہت گھبرو جوان ہو۔'' انھوں نے جس طرح اس پہ گہری مسکراتی محبت بھری نگاہ ڈال کر پیار سے کہا تھا ہمایوں عمر کو حقیقتاً شاک لگ گیا۔

''ج...... جی میں سمجھا نہیں۔'' اس کی بڑی بڑی بادامی آنکھوں میں حیرت نمایاں تھی۔

''حیران مت ہو ہمایوں عمر درانی خوشی کا مقام ہے تمہارے لئے بلکہ فخر کا جو آفر تمہیں دے رہے ہیں بنا مانگے بنا چاہے اس کے لئے بہت امیدوار تھے مگر قرعہ فال تمہارے نام نکلا ہے میرے شہزادے کہ تم واقعی اس قابل بھی تو ہو۔'' انہوں نے اس کی پشت تھپک کر جس رعونت زدہ لہجے میں جتا کر کہا تھا، وہ ہمایوں عمر درانی کو خاصا ہتک آمیز محسوس ہوا تھا۔

''سوری میں سمجھا نہیں آپ......''

''ایک ہی بیٹی ہے میری اور اس کی نگاہ التفات تم پہ ٹھہری ہے میری بیٹی کی ہر خواہش پوری ہوئی ہے جو چیز اس نے جب چاہی میں نے اسے مہیا کر دی۔'' ان کا لہجہ عجیب سا زعم اور غرور لئے تھا اب کے تمام صورتحال پوری طرح واضح ہو کر اس کے سامنے آئی تھی ایک پل وہ حیرت کی زیادتی سے خاموش ہو گیا تھا معاً اس کا یہ سکتہ شدید قسم کی ناگواری نے بکھیرا تھا جو تند خیز موج کی طرح اس کے اندر سے ابھر کے اُمڈ آئی تھی جبھی بولا تو اس کا لہجہ از حد تلخی در کھائی لئے بہت کھردرا سا تھا۔

''شیخ صاحب آپ کو شاید خود بھی اندازہ نہیں ہے کہ آپ کیا کہہ چکے ہیں۔'' ان کے ساتھ آئے چمچے نما ملازم ان کی گفتگو کے آغاز سے ہی شیخ صاحب کی ایک نگاہ کو سمجھتے ہوئے اٹھ کر باہر جا چکے تھے، جبھی شیخ صاحب بہت ریلیکس انداز میں بہت کھل کر بات کر رہے تھے۔

''جانتا ہوں برخوردار بہت اچھی طرح سے آگاہ ہوں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں تھوڑی انوکھی کے بات ضرور ہے مگر کچھ اتنی بھی نہیں آج کل لڑکی والوں کا خود سے رشتہ لے کر آنا کچھ ایسا بھی عجیب محسوس نہیں ہوتا پھر ہماری اپر کلاس میں تو بالکل نہیں وہ کیا کہا ہے کسی سیانے نے کہ جب کڑی منڈا راضی تو کیا کرے گا قاضی۔'' انہوں نے اپنی بات کے اختتام پہ خود ہی محفوظ ہو کر ٹھٹھا لگایا تو ہمایوں عمر جو لب بھینچے خاموش کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا سلگتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

''یہی بات تو میں آپ کو سمجھانا چاہ رہا ہوں شیخ صاحب کہ یہاں کڑی بھلے راضی بہ رضا ہو مگر منڈے کی رضا مندی نہیں ہے سو مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ کو یہاں سے خالی ہاتھ جانا پڑے گا پلیز یہ مٹھائی وغیرہ کے......''

''ایک منٹ جوان ایک منٹ اتنی جلد بازی اور جذباتیت کسی طور اچھی بات نہیں۔'' ہاتھ اٹھا کر کہتے وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر اس کے مقابل آئے تھے ان کے چہرے کا نرم گرم سا تاثر یکبارگی سفاک اور خرانٹ تاثر میں بدلا تھا۔

''ایک بات کان کھول کر سن لو ایس پی تم میری بیٹی کی خواہش ہو جیسا کہ میں تمہیں بتا چکا

ہوں کہ اس کی پسند کی ہوئی ہر چیز کو میں ہر قیمت پہ حاصل کرتا ہوں اپنی قیمت بتاؤ۔''

''شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔'' وہ ضبط کھو کر ایک دم سے گویا آتش فشاں لاوے کی طرح پھٹا تھا اس کے ہر انداز سے درشتگی اور غصہ چھلک رہا تھا چہرے کی رنگت دہک گئی تھی جبکہ آنکھوں کی سرخیاں اس کے شدید موڈ کی غماز تھیں۔

''حسن جوانی عہدہ خاندانی خوبی تو تھی ہی غیرت مند بھی یہ ایک اضافی خوبی ہے۔'' وہ جیسے اس کے بپھرے ہوئے خطرناک موڈ کو خاطر میں لائے بغیر اس کی اچھی طرح پڑتال کر رہے تھے اطمینان قابل دید تھا ہمایوں عمر نے شعلہ بار نگاہوں سمیت انہیں گھور کر دیکھا۔

''چلے جائیں یہاں سے شیخ صاحب اس سے زیادہ میں ایک پل کے لئے بھی آپ کو برداشت نہیں کر سکتا۔'' وہ جیسے غرایا تھا۔

''جانتے ہو ایس پی اس وقت تمہاری حالت اس پرندے کی سی ہے جو صیاد کی نگاہوں میں آچکا ہے اور اس کے نشانے کی زد پہ یہ تمہارا وہم یا خوش فہمی ہو سکتی ہے کہ تم مجھ سے بچ سکتے ہو میں ہر کام میں پائیداری کا قائل ہو ایسا پکا انتظام کرتا ہوں کہ ناکامی کا ایک فیصد چانس بھی باقی نہیں چھوڑتا تم تک پہنچنے سے قبل میں تمہارے پر کاٹنا نہیں بھولا اس بات کا یقین تمہیں ایسے نہیں آئے گا مگر جب تم تمام تر سعی کے بعد بھی اس جال سے نہیں نکل پاؤ گے تب یقین بھی کر لو گے ویسے مجھے اپنی بیٹی کی چوائس پہ پہلی بار اتنی خوشی محسوس ہوئی۔'' ان کی طویل بات کے جواب میں وہ جو بے زاری سے اِدھر اُدھر دیکھتا رہا تھا، اگلی بات پہ چونکا۔

''سنا ہے تمہاری چھ سالہ سروس کے دوران تمہارا کسی قسم کا کوئی اسکینڈل نہیں بنا مشکل اور بڑے کیس بالخصوص تمہیں دیئے جاتے ہیں افسران بالا کو تمہاری کارکردگی پہ بہت فخر ہے مگر ہمایوں عمر ہمدانی اگر تم نے میری بات نہ مانی تو اس عزت وقار اور بھروسے کی دھجیاں بکھیر کے رکھ دوں گا سوچ سمجھ لو پھر فیصلہ کرنا اوور آل فیصلے کا اختیار تو تمہارے پاس ہی ہے نا۔'' بات کے اختتام پہ وہ جس کمینگی سے مسکرائے تھے ہمایوں عمر نے تپ کر نگاہ پھیر لی البتہ ان کی اس قسم کی دھمکیاں اسے خائف کرنے میں بری طرح ناکام رہی تھیں۔

ایویں تے نئیں ڈھولا تیرے پیچھے پیچھے آندی آں
ہو کے مجبور تیرے ترلے میں پاندی آں
عشقے دا روگ برا تینوں سمجھاندی آں وے
سوہنیا دل دا معاملہ ہیریا دل دا معاملہ

جمال عرف جمالا مخصوص ترنم لے اور جوش سمیت گا رہا تھا، جب فل یونیفارم میں ہمایوں عمر ہمدانی پیشانی پہ شکنیں لئے کمرے سے برآمد ہوا۔

''آپ کو کچھ اور بھی کام ہے یا نہیں۔'' شدید غصے کے وقت وہ یونہی آپ آداب پر اتر آتا تھا جمال عرف جمالا کھسیا کر یکلخت خاموش ہوا۔

''جی صاحب کچھ کوتاہی ہوئی۔'' اس کے صبیح چہرے پہ موجود ناراضگی کا تاثر اسے الرٹ کرنے کو کافی تھا۔

''نہیں کچھ نہیں تم ایسا کرو گیٹ اندر سے بند کر لو کوئی آئے تو پوچھے بغیر نہ کھولا کرو آج کل وارداتیں جس دھڑلے اور اسپیڈ سے ہو رہی ہیں تمہیں پتہ ہو گا۔'' سیل فون کی میسج ٹون سنتے ہوئے وہ جیب سے موبائل نکالتا ہوا اسے تاکید کرتے ہوئے خبردار رہنے کو کہہ رہا تھا۔

''چھوڑیں صاحب ہمارے گیٹ کے ساتھ اتنی بڑی جو نیم پلیٹ لگی ہے ایس پی کے عہدے سمیت کسی کو جرأت نہیں کہ......'' جمال اس کی

جوشیلی آواز کا گلا ہمایوں عمر ہمدانی کی سپاٹ تپتی آواز نے اگلے ہی لمحے بہت سرعت سے گھونٹا تھا۔

”جو کہا جائے اسے سن کر عمل کیا کرو تمہارے مشورے اتنے نایاب نہیں ہوتے کہ انہیں سن کر عمل کیا جا سکے انڈر اسٹینڈ۔“ یہ موڈ میسج پڑھ کر خراب ہوا تھا یا پہلے سے تھا بہر حال جو کچھ بھی ہو جمالا سنبھل کر تابعداری سے سر ہلانے لگا، وہ جیپ کا لاکڈ دروازہ کھول رہا تھا جبکہ جمالا گیٹ کھول کر اس کا منتظر تھا جب کھلے گیٹ سے لمبی پجارو زن سے دھول مٹی اڑاتی ہمایوں عمر کی جیپ کے بغلی سائیڈ پہ ایک جھٹکے سمیت آ کر تھم گئی، ہمایوں عمر ہمدانی جو پہلے ہی متوجہ ہو چکا تھا فرنٹ ڈور اوپن ہونے پہ وائیٹ کھدر کے کڑکڑاتے لباس میں ٹھسے سے باہر آتے شیخ حسام الدین کو دیکھ کر لب بھینچتے ہوئے ناگواریت سمیت نگاہ کا زاویہ بدل گیا جبکہ اس کے برعکس شیخ حسام الدین کی چھوٹی چھوٹی بٹنوں جیسی آنکھوں میں ایک معنی خیز سی چمک ابھری تھی لبوں پہ انڈتی مسکراہٹ میں گھاگ شکاری کی سی عیاری اور چالبازی نمایاں تھی۔

”ہیلو ینگ مین ہاؤ آر یو۔“ درمیانی فاصلہ سمیٹ کر قریب آتے ہی انہوں نے بڑے جوشیلے انداز میں مصافحے کو ہاتھ بڑھایا تھا انداز میں جو بے بس کر دینے والی کمینگی تھی اس نے ہمایوں عمر ہمدانی کو دانت پیسنے پہ مجبور کیا تھا۔

”شیخ صاحب آپ کو یہ جان کر بہت افسوس ہوگا کہ آپ میرے پیچھے خوار ہو کے خوامخواہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔“ اپنے طور پہ اس نے ان کا خوشگوار موڈ غارت کرنے کی بھرپور سعی کر ڈالی مگر جواب میں ان کا بھڑکا دینے والا قہقہہ اسے جز بز کر کے رکھ گیا تھا۔

”جیتنے والے کبھی ہار تا پسند نہیں کرتے ینگ مین۔“ شیخ حسام الدین آج تلک ہارا نہیں ہے پھر اب کیسے ہار تسلیم کر لیتا اپنا مصافحے کو بڑھایا ہاتھ نظر انداز کیے جانے پہ برا منائے بغیر انہوں نے بہت جتا کر کہا تھا پھر جمال کو دیکھتے ہوئے اس کی سمت جھک کر قدرے راز داری سمیت بولے تھے۔

”بہت خاص بات ہے راز داری کی اندر چل کے سن لو تو بہتر ہے اسی لئے آج میں بھی اپنے ملازموں کا دم چھلا لگا کر نہیں لایا۔“ ان کے انداز کی سرشاری و خوشگواری ہمایوں عمر کا موڈ بری طرح سے تباہ کر رہی تھی جبھی تنفر زدہ لہجے میں ہونٹ سکوڑ کر بولا تھا۔

”یہ تب تو تب ہوتا جب میں آپ کی بات سننا چاہوں مجھے ڈیوٹی پہ جانا ہے آل ریڈی لیٹ ہو چکا ہوں۔“ رسٹ واچ پر نگاہ دوڑاتا ہوا وہ اپنی عادت اور مزاج کے برخلاف انتہائی بد اخلاقی کا مظاہرہ کر چکا تھا۔

”تم اتنے ضدی اور اکھڑ کیوں ہو ہمایوں خیر اینی وے اگر تمہیں خود اپنا بھرم عزیز نہیں تو مجھے کیا پرواہ ہے یہ لو یہ دیکھ لو۔“ اس کے شاندار سراپے پہ گہری نگاہ ڈال کر کہتے ہوئے انہوں نے اگلے ہی لمحے ویس کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اسے تھمانا چاہا مگر وہ ایک سرد نگاہ لفافے پہ ڈال کر بھنویں اچکا کر انہیں دیکھنے لگا تھا۔

”آپ کو بتا چکا ہوں شیخ صاحب کہ میں جھکنے اور بکنے والا پولیس آفیسر نہیں ہوں۔“ اس کے لہجے کی برہمی اور تلخی چھپائے نہ چھپی تھی، شیخ حسام الدین بہت مبہم سا مسکرائے۔

”جانتا ہوں بتانے کی ضرورت نہیں ہے اس میں رقم نہیں ہے کسی جائیداد کے ڈاکومنٹس نہیں ہیں کوئی بلینک چیک نہیں اس میں تو ایک ب... ہے جو تمہارے اعصاب اور......“

”ٹو دی پوائنٹ بات کریں شیخ صاحب واٹ از دس۔“ اس کا لہجہ پھنکارتا ہوا سا تھا۔

”تصویریں ہیں تمہاری بہت خاص قسم کی سوچا اس سے پہلے کہ کوئی اور دیکھے تمہیں دکھا دوں۔“ ان کے بھرپور طنز اور معنی خیزی سے کہے گئے اس جملے میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ بری طرح سے چونک گیا تھا بہت اچانک اسے احساس ہوا تھا کچھ غلط ہونے کا جبھی ایک لفظ بھی مزید کہے بنا اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ لفافہ نہ صرف لیا تھا بلکہ اسے کھول کر تصویریں باہر نکال لیں اس کے اعصاب کو زبردست شاک لگا تھا اور وہ ایک سکتے کے عالم میں اپنے مضبوط ہاتھوں میں لرزتی تصویروں کو دیکھتا چلا گیا تھا جبکہ اس کے برعکس شیخ حسام الدین کے لبوں پر بڑی آسودہ سی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔

”یہ مشہور و معروف طوائف نائقہ کی بیٹی در رباب ہے جس کے ساتھ تم غالباً نہیں یقیناً رنگ رلیاں منا رہے ہو خود کو اس کے ساتھ اس قدر شرمناک حالت میں دیکھ کر جتنا شاک تمہیں لگا ہے ذرا سوچو تمہاری فیملی تمہارے افسران اور عزیز و اقارب کو اس سے بڑھ کر شاک لگے گا یا نہیں تمہاری پوزیشن کس قدر راکورڈ ہو جائے گی، ان کے سامنے تم شاید عمر بھر ان سے آنکھ ملا کے بات نہ کر سکو صرف یہی نہیں تمہاری یہ کرتوت دیکھ کر یہ بھی ہو سکتا ہے جس جاب سے تم عشق کی حد تک محبت کرتے ہو تمہیں اس سے بھی برطرف کر دیا جائے۔“ اس کی حیرت و غیر یقینی سے پھٹی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے شیخ حسام الدین بہت ڈرامائی انداز میں بولتے چلے گئے تھے۔

”مم...... مگر یہ جھوٹ ہے سراسر فراڈ مجھے اس طرح سے بلیک میل کر کے آپ اپنے مقصد کے لئے ٹریپ بلس بس یہ جھوٹ فریب ہے غلط ہے۔“

”مان لیا مگر جانتا کون ہے تم اور میں اور بس تم یوسف نہیں ہو ہمایوں عمر کہ تمہاری گواہی کی خاطر آسمانوں سے روشن دلیل اترے، اس کے باوجود اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم اپنی پوزیشن کلیئر کر سکتے ہو تو نیور مائنڈ کہ لوکل صبح ہونے سے پہلے پہلے یہ تصاویر تمہاری فیملی کے علاوہ پولیس کے اعلیٰ احکام اور تمہارے فرینڈز تک پہنچ چکی ہوں گی ایک یہ صورتحال ہے اور دوسری مشکل کٹھن شرمناک اور زباں کے لامتناہی سلسلے سمیت انتہائی آسان اور سہل ہونے کے ساتھ بے حد خوبصورت بھی میری بیٹی میں کوئی عیب نہیں ہے جوان حسین اور ایجوکیٹیڈ لڑکی ہے بس تم اسے پسند آ گئے ہو اور میں نے آج تلک اس کی کوئی ضد ٹالی نہیں۔“ بات کے اختتام پہ وہ اس کے چہرے سے چھلکتے بے بسی کے تاثر کو دیکھ کر بھرپور انداز میں مسکرائے۔

”میں اس قسم کی سچویشن میں گھبرا کر ہمت ہارنے والوں میں سے نہیں ہوں شیخ صاحب، آپ کی اس گھٹیا حرکت نے گویا مجھے چیلنج کیا ہے آپ کی بات نہ ماننے پہ اکسایا ہے میں اپنی پوزیشن کلیئر کروں، آج اس دور میں کسی بھی جنٹل مین کو آپ کیمرے کی جوت سمیت کسی کے بھی ساتھ انوالو کر سکتے ہیں یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں میرا دامن صاف ہے رہے گا اب آپ جائیں۔“ تصویریں ان کے منہ پہ مارتے ہوئے وہ غضب ناک انداز میں کہتا ہوا گویا بھڑک گیا تھا۔

”اتنی جلدی کیسے چلے جائیں تمہاری بدتمیزی کو اگنور کرنا ہماری مجبوری بھی ہے اور بڑے پن کا تقاضا بھی دیکھو بیٹا جانی تم نے ہماری پوری بات سنی ہوتی تو اس بدتمیزی کی نوبت بھی نہیں آتی خیر اینی وے لفافے کی آدھی تصاویر دیکھ کر تم نے جو فیصلہ کیا ہے آئی ہوپ کہ باقی کی تصویریں دیکھ لینے کے بعد تم اپنا یہ فیصلہ واپس لینے پہ مجبور ہو جاؤ گے یہ بات طے ہے ...

شادی میری ہی بیٹی سے کرنا ہے۔'' جھک کر وہ لفافہ اٹھانے کی نوبت یوں نہیں آئی کہ خود سے ٹکرا کر گرتے لفافے کو وہ بہت مشاقی سے کھینچ کر چلے تھے ایک بار پھر اسے کھول کر چند مطلوب تصویریں نکال کر اس کی آنکھوں کے سامنے نچائیں اور ہنس کر اپنی بات جاری رکھتے ہوئے بولے تھے۔

''یہ دیکھو برخوردار اب اسے ملاحظہ کرو وزیر اعلیٰ سندھ کا یہ جواں سال بہکا ہوا لڑکا ہے سانول نام ہے نمانے کا بیچارا اس طوائف زادی کے عشق میں مبتلا ہے جس کے ساتھ تم فحاشی کرتے نظر آرہے ہو اس کی ہفتے میں چھ راتیں تو ضرور اس طوائف کے ساتھ گزرتی ہیں اس تصویر میں تم دونوں اسی طوائف کے ساتھ ہو۔'' انہوں نے ایک کے بعد دوسری تصویر اس کی نگاہوں کے سامنے لہرا کے لمحہ بھر کا توقف کیا اور معنی خیزی سے اس کے لال بھبھوکا چہرے کو دیکھا تھا۔

''اب تم یقیناً یہ سوچ رہے ہو گے کہ میں نے اتنی لمبی تمہید کیوں باندھی ہاہاہا۔'' وہ اس کی حالت سے حظ لے کر زور سے ہنسے پھر گہرا طمانیت بھرا سانس کھینچ کر بولے تھے۔

''تمہیں میری بات ماننا ہے ادر وائز یہ لڑکا آج رات قتل ہو جائے گا اور اس کے قاتل تم ہو گے اب تمہیں یہ سمجھانا تمہاری بیوقوفی ثابت کرنا ہو گا اس کا ثبوت ایسی ہی تصاویر ہوں گی جو یہاں تمہیں گنہگار ثابت کر رہی ہیں وہاں مجرم بھی بنا دیں گی۔'' اب کے ہمایوں عمر سناٹے کی زد پہ آیا تھا اس کی پیشانی پہ پسینہ بہت تیزی سے پھوٹا تھا اور چہرا متغیر ہو گیا کچھ لمحوں قبل کی خود اعتمادی اور بے نیازی ہوا ہو چکی تھی اس نے گھبرا کر بے بس سی نگاہوں سمیت انہیں دیکھا۔

''دس از ٹو مچ شیخ صاحب یہ......''

''اونہہ کچھ نہیں میں اس حد تک جانا نہیں چاہتا تھا مگر تمہاری اکڑ اور خودسری نے مجھے مجبور کیا۔'' اس کی پسپائی کو گہری نگاہ سے دیکھتے وہ جیسے جتا کر بولے تھے۔

''جسے آپ خودسری ضد اور اکڑ سمجھ رہے ہیں وہ میرے اصول خودداری اور انا ہیں انہیں اس بھونڈے انداز میں بکھیر کر زبردستی اپنی بیٹی میرے سر پر مسلط کر کے آپ سمجھتے ہیں آپ جیت گئے ہیں۔'' اس کا زہرخند تلخ ترین روکھا لہجہ اس کی بے بسی اور واضح شکست کا غماز تھا۔

''یہ بعد کی باتیں ہیں ابھی تم یہ بتاؤ کیا سمجھوں میں تمہارا جواب ہاں یا ناں۔'' ان کے انگ انگ سے جیسے سرشاری چھلکی تھی وہ لب بھینچ کر نگاہ کا زاویہ بدل گیا۔

''جب آپ کا شادی کا ارادہ ہو مجھے بتا دیجئے گا بارات لے کر پہنچ جاؤں گا۔'' سرد پھنکارتی ہوئی آواز میں کہہ کر وہ جیپ کا دروازہ کھولنے لگا تھا۔

لائیلہ، حسام الدین کی اکلوتی لاڈلی اور سر چڑھی بیٹی تھی، شیخ حسام الدین دادا پردادوں سے سیاست میں چلے آرہے تھے گو کہ پڑھے لکھے ہونے کے باوجود ان کا شمار ہرگز مہذب لوگوں میں نہیں ہوتا تھا وہ تو قدرت کی عطا تھی کہ وہ وفاقی وزیر بن گئے تھے کسی موقع پہ اگر تقریر کرنا پڑتی تو انہیں دانتوں تلے پسینہ آجاتا لکھی ہوئی تقریر کو دنوں پریکٹس کے باوجود وہ کبھی اس انداز سے نہ کر پائے کہ کسی ایک دل پہ ہی ان کے ایک لفظ نے یقین وثبات اسے تسلی کا اثر دکھایا ہو الٹا وہ مجمع میں مذاق کا نشانہ بنا کرتے اس عہدے تک آنے کے لئے انہوں نے اپنا خاندانی نام اثر و رسوخ کے علاوہ بے بہا پیسہ خرچ کیا تھا اور خرچ کی ہوئی رقم دس گنا کر کے اس عہدے کی بدولت وہ حاصل کر چکے تھے، لوٹ ماریوں تو سیاست دانوں کے لئے اتنی بڑی اور انوکھی بات نہیں مگر شیخ حسام الدین کا شمار ان سیاست دانوں میں کیا جا سکتا تھا جو اس عہدے تک آتے ہی لوٹ مار اور مال بٹورنے کی غرض سے میں سوان کا بینک بیلنس اور پراپرٹی ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی جا رہی تھی وہ دن رات گویا دونوں ہاتھوں سے لوٹنے والے محاورے پہ خوب خوب عمل پیرا تھے زندگی میں ایک ہی اولاد خدا نے بیٹی کی صورت انہیں دی تھی جسے انہوں نے ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا تھا حسن وخوبصورتی میں بے مثال لائیلہ شیخ ماں باپ کی بے جا لاڈ پیار اور محبتوں سے ویسی ہی بن چکی تھی جیسے اس قسم کے بچے ہوا کرتے ہیں۔

انیس سالہ لائیلہ شیخ ایف اے تک ہی پڑھائی جاری رکھ سکی تھی اس کے بعد اس نے تعلیم کو خیر آباد کہہ دیا تھا یہ اس کے بس کا روگ نہیں تھا، اس کی ہر وہ بات پوری کی گئی تھی جو اس نے بھی بے دھیانی میں بھی منہ سے نکال دی تھی پھر ہمایوں عمر ہمدانی کو تو اس نے بہت دھیان سے دیکھا تھا اور بہت چاہ سے اس کی خواہش کی تھی پھر بھلا شیخ حسام الدین کیونکر اسے اس کی من چاہی مردانہ دلاتے ناممکن بنانا بلاشبہ قدرت کے بس میں ہے وہ تو بس قدرت کے ہاں دونوں کا جوڑ تھا جو بظاہر دشوار امر محسوس ہو رہا تھا جسے حسام الدین نے اپنا زعم طاقت کا استعمال کر کے اپنے تئیں اسے ممکن بنا لیا حالانکہ انسان کی اس قسم کی حماقت پہ خدا یقیناً مسکراتا ہو گا ہوتا تو یہ ہے کہ خدا اپنے بندے کو غلط راہوں پہ گامزن دیکھ کر اس کی رسی کو دراز کر کے دیکھتا ہے وہ کسی انتہا پہ پہنچ سکتا ہے اور انتہا پہ پہنچا کر پرجلال انداز میں رسی کھینچ کر منہ کے بل گرانا اس کی قدرت کی عظمت اور شان ہے شیخ حسام الدین بھی اپنی اس وقتی فتح پہ بہت اکڑے ہوئے تھے ہمایوں کے ہتھیار ڈالتے ہی انہوں نے فوری شادی کا ارادہ کیا تھا۔

بلیو جینز جس کے پائنچوں پہ شاکنگ پنک کلر کی شرٹ کے ہمرنگ خوبصورت لیس لگی تھی پہنے لمبے گھنیرے بالوں کو سنہرے کیچر میں جکڑے وہ لان میں بہت ریلیکس انداز میں بیٹھی ڈرائی فروٹس کھاتے ہوئے میوزک انجوائے کر رہی تھی جب آٹو میٹک گیٹ کے وا ہونے پہ شیخ حسام الدین کی پجارو اندر داخل ہوتی نظر آئی اس کا دھیان چونکہ ادھر نہیں تھا جبھی میوزک کے ردھم پہ پاؤں کو جھلاتی وہ بہت مگن تھی، شوفر نے گاڑی کا دروازہ کھول کر انہیں باہر نکلتے دیکھا تو ایک سائیڈ پہ مؤدب سے انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''ہائے سویٹ ہارٹ۔'' ان کی نگاہ اس پہ پڑ چکی تھی جبھی مسکراتے ہوئے اس تک چلے آئے اور جھک کر اس کے ریشمی بالوں کو سہلا کر پیار سے کہا تو لائیلہ چونکتی ہوئی انہیں دیکھنے لگی۔

''ہائے پاپا۔'' واک مین کانوں سے اتارتے ہوئے وہ جواباً مسکرائی ضرور مگر اس جوش وخروش کا مظاہرہ نہ کر سکی جو حسام الدین کے لہجے سے چھلکا تھا۔

''خیریت، جانو پاپا سے خفا ہو۔'' انہوں نے بغور اس کے چہرے کو دیکھ کر مسکراہٹ دبا کر کہا تھا۔

''نو میں تو خفا نہیں ہوں آپ اس وقت مما تو گھر پہ نہیں ہیں۔'' اس نے اکھڑے ہوئے انداز میں جواب دیا تھا جب سے انہوں نے اس سے چند سال بڑی جواں سال لڑکی سے شادی کی تھی وہ ان سے ایسے ہی لہجے میں بات کرنے لگی تھی وہ اتنی خفا تھی اسقدر ہرٹ ہوئی تھی ان کی اس غیر متوقع حرکت پہ کہ کتنے مہینوں تلک اس نے حسام الدین سے بات کرنا تو دور ان کی شکل تک نہیں دیکھی تھی وہ تو ہمایوں عمر کے حصول کی

خاطر جب اس نے ممی سے اپنا مدعا بیان کیا تب انہوں نے خود کو لاچار ظاہر کرتے ہوئے حسام الدین سے بات کرنے کا مشورہ دیا تھا وہ کچھ تذبذب کا شکار ہوئی تھی مگر وہ یونانی دیوتاؤں کا سا مغرور اکھڑ اور بے انتہا شاندار شخص اس بات سے خفگی بھلا کر ان تک جانے پہ اکسا گیا تھا اسے اتنے عرصے بعد خود سے اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ جیسے اپنی بصارتوں پہ یقین نہ کر پائے تھے ان کی متعدد بار کی گئی کوششوں کے باوجود وہ ان سے بات کرنے پہ آمادہ نہیں ہوئی تھی۔

''لائیلہ بیٹے پاپا کی جان پاپا کو معاف کر دیا۔'' بے تابانہ انداز میں بڑھ کر اسے سینے سے لگاتے ہوئے ان کا گلا بھرا سا گیا تھا۔

''میں آپ سے کسی کام کی غرض سے ملنے آئی ہوں پاپا پلیز میری بات سن لیں۔'' اس سے پہلے کہ وہ تکلیف دہ موضوع چھیڑ کر اس کی ماں کی جہالت اور اپنے ساتھ سوسائٹی موونہ کرنے کا رونا روتے اپنی مجبوری قرار دے کر اس سے معافی چاہتے اس نے نروٹھے پن سے کہتے ہوئے بات کاٹ دی تھی۔

''مجھے اپنے بیٹے کے کام آ کر دلی مسرت ہوگی بیٹے کہو تو سہی آزماؤ تو سہی۔'' پاپا کی محبت کو وہ جذباتی ہوگئے تھے۔

''پاپا وہ ایس پی ہمایوں عمر ہمدانی شاید آپ جانتے ہوں۔'' اس نے نگاہ چرا کر انگلیاں مسلتے ہوئے کہا۔

''کیوں کوئی چالان وغیرہ کٹ گیا ہے نو پرابلم بیٹا۔''

''یہ بات نہیں ہے پاپا۔'' وہ اٹکی تھی۔

''پھر کیا بات ہے۔'' انہوں نے اپنی نازک پریوں سی بیٹی کو دیکھا جس کی نزاکت خوبصورتی اور جاذبیت کی بنا پہ بہت کم عمری میں ہی رشتے آنا شروع ہو چکے تھے مگر [illegible] بیٹی کو

یوں سر سے بوجھ کی طرح اتار کر پھینکنا نہیں چاہتے تھے جبھی اچھے خاصے رشتوں کو بھی ٹھکرا [illegible] تھا۔

''پاپا وہ دراصل میں......'' وہ ایک بار [illegible] اٹکی۔

زندگی میں پہلی بار اسے اپنی کوئی بات کسی سے کہنے میں دشواری کا سامنا ہوا تھا، اسقدر بولڈ ہونے کے باوجود اس نے محسوس کیا وہ یہ بات یوں براہ راست اپنے باپ سے نہیں کہہ پائے گی اسے یہ محسوس کر کے خود پہ حیرت ہوئی تھی۔

''ایس پی ہمایوں عمر ہمدانی نام کچھ سنا ہے شاید دیکھا بھی ہو مگر بیٹے آپ، آپ کے لبوں پہ اس کا نام کہیں تم اسے پسند تو نہیں کرنے لگیں۔'' اس کے کترائے ہوئی سی نظروں [illegible] جھانکتے شرمیلے انداز کو دیکھتے وہ زور [illegible] چونکے تھے۔

''لیس پاپا یہی بات ہے پاپا میں اس [illegible] شادی کرنا چاہتی ہوں۔'' اس نے فطری حیا [illegible] جھجک کو جھٹکتے ہوئے بہت اعتماد سے کہا تھا [illegible] الدین برا منائے بغیر مسکراتی ہوئی نظروں [illegible] اسے دیکھتے رہے تھے پھر اس کا گال تھپک کر [illegible] امید دلائی تھی۔

''سمجھ لو ہمایوں عمر آج سے تمہارا ہوا [illegible] کا لہجہ کسی رازداں مخلص دوست کا سا تھا ہر [illegible] سے عاری۔

''وہ پاپا مگر یہ بھی ہوسکتا ہے نا کہ وہ [illegible] انگیجمنٹ ہو میرڈ بھی ہوسکتا ہے۔'' وہ قدرے [illegible] تھی اس قسم کی قیاس کرتے ہوئے۔

''ڈونٹ وری بیٹے وہ چاہے کچھ بھی ہو [illegible] صرف میری بیٹی کا بن کر رہے گا۔'' انہوں [illegible] بھرپور انداز میں تسلی سے نوازا تو لائیلہ اس [illegible] میں پہلی بار کھل کر مسکرائی تھی۔

[illegible] پاپا۔'' اور اب وہ [illegible]

نوید سنانے کو بے تاب تھے۔

''لائیلہ بیٹا!''

''کیا بات ہے؟''

''پاپا سے خفا ہو۔'' انہوں نے اس کے ریشمی بال سہلائے تھے۔

''نو میں خفا نہیں ہوں آپ کو کیوں وہم ہو گیا ہے۔'' وہ جیسے جھنجلائی تھی۔

''مما تمہاری کدھر ہیں۔'' اس کی بے رخی محسوس کرتے ہوئے وہ جیسے بے دل سے ہوئے۔

''گھر پہ نہیں ہیں کچھ خاص بات ہے۔'' اس سرد سے انداز میں جواب دیتے وہ یکایک چونکی۔

''خاص تو ہے بھول گئیں پاپا کو کون سا اہم کام سونپا تھا پاپا کی جان پاپا تو سب کچھ بھلائے اس کام میں اپنی جان کھپائے ہوئے تھے۔'' ان کا ماند ہوتا جوش پھر سے جوبن پہ آیا۔

''کون سا کام۔'' وہ قدرے الجھ سی گئی، خوبصورت سنہری آنکھوں میں قدرے تحیر جاگا۔

''اتنی اہم بات اتنی جلدی بھول گئی میری بیٹی حالانکہ ہمایوں عمر درانی کوئی بھلائے جانے والی چیز نہیں۔'' انہوں نے معنی خیز سے کہا تو لائیلہ پہلے زور سے چونکی تھی اگلے ہی لمحے جیسے اس کی تمام حسیات آنکھوں میں سمٹ آئیں۔

''مان گیا ہے وہ میری بیٹی کے لئے انکار بھلا کرنے کی کوئی وجہ بھی تو ہو۔'' اس کے خوشی سے تمتماتے چہرے پہ نگاہ ڈالتے ہوئے وہ مسکرا کر گویا ہوئے تو لائیلہ جھینپ کر ان کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی، تفاخر کا احساس اس کے خود پسند دل کو کچھ اور بھی مغرور بنا رہا تھا۔

بستر پہ چت لیٹا وہ جیسے اچانک بگڑ جانے والے حالات پہ غور کرتے ہوئے الجھے بالوں میں انگلیاں پھنسائے متفکرانہ انداز میں ہونٹ کچل رہا تھا جب اس کے پرسنل سیل پہ بیپ ہوئی اس نے کچھ اکتائے ہوئے سے انداز میں نگاہ کا زاویہ بدل کر ٹیبل پہ پڑے سیل فون کی ورشن اسکرین کو دیکھا نمبر پہ نگاہ ڈالتے ہی اس کی شکن آلود فراغ پیشانی پہ ایک اور شکن کا اضافہ ہوا تھا شیخ حسام الدین کے پھینکے گئے جال میں وہ مکمل طور پہ اپنے آپ کو جکڑا اور بے بس محسوس کر رہا تھا۔

ان کی ڈیمانڈ پہ وہ منگنی پہ رضامند ہوگیا تھا شادی بھی وہ جلدی چاہتے تھے بابا جان کی ناراضگی کا خیال کسی مضراب کی مانند اس کے اعصاب پر ضرب کاری کرتا رہا کیا منہ دکھائے گا وہ انہیں اور علیشاہ کو اس کا کیا قصور تھا کہ وہ بنا کسی قصور کے اسے چھوڑ کر کسی اور سے، شیخ حسام میں تمہیں کتے کی موت ماروں گا لا تمناہی سوچوں نے اس کا دماغ شل کیا تب وہ ایک جھٹکے سے اٹھتا ہوا ٹیبل کو ٹھوکر مار کر جیسے پھنکارا تھا کچھ لمحوں قبل خاموش ہو جانے والا سیل فون ایک بار پھر زور و شور سے بجنے لگا اب کی بار اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کیا اور وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکالتا واش روم میں گھس گیا۔

آندا تیرے لئی ریشمی رومال آندا تیرے لئی
وے لوتے تیراناں کڈیاوے میں بڑیاں ای چاواں نال
آندا تیرے لئی ریشمی رومال آندا تیرے لئی

پورے پندرہ منٹ باتھ لینے کے بعد وہ جیسے ہی واش روم کے دروازے سے برآمد ہوا جمالے کی گنگناہٹ گویا جلتی پہ تیل کا کام کر گئی۔

''جمال!'' وہ غرایا تب جمال جو بہت مگن انداز میں کمرے کی صفائی میں مصروف تھا گھبرا کر پلٹا اور اس کی سرخ ہو کر دہکتی آنکھوں میں نگاہ ڈالتے ہی جیسے ٹھرا گیا۔

''جج......جی صاحب۔'' نظریں چراتا ہوا وہ سٹپٹا کر بولا تھا۔

''ہر وقت کوئی نہ کوئی بکواس نہ کیا کرو جاؤ ناشتہ لے آو دفع ہو جاؤ۔'' تولیہ گلے سے کھینچ کر بیڈ پہ اچھالتا ہوا وہ کسی کا غضب کسی پہ اتار رہا تھا اور جمالا اس قدر بوکھلایا کہ ناشتے کی ٹرے ٹیبل پہ رکھی ہونے کے باوجود سراسمگی سمیت باہر نکل گیا ہمایوں کی نگاہ ٹیبل پہ بھاپ اڑاتے ناشتے کی اشتہا انگیز خوشبو بکھیرتی ٹرے پر پڑی تو جھنجھلاہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''گدھا نان سنس۔'' برش اٹھا کر بال سلجھاتے ہوئے وہ لبوں میں بڑبڑایا تھا تبھی سیل فون ایک بار پھر زور وشور سے بج اٹھا تھا اب کی بار نمبر بابا جان کا تھا اس کا ہاتھ اس زاویے پہ ساکن رہ گیا اور وجود میں جیسے تیز برقی رو سنسناہٹ بھر گئی۔

''السلام علیکم بابا جان!'' مجرمانہ سا انداز تھا لہجہ شرمندگی وخجالت سے لبریز۔

''کیا ضرورت ہے فرزند ارجمند اس سلامتی کے بھیجنے کی اور تمہیں یہ یاد ہے کہ تمہارا باپ زندہ ہے۔'' گہرے طنز میں ڈوبی سرد آواز اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا کر گئی۔

''بابا جان! وہ......''

''ہاں اب کہہ دو کہ میں آپ کو فون کرنے ہی والا تھا ایک بہت ہی غیر معقول بہانہ ہے۔'' جواب خاصا گھسا پٹا بھی ہو چکا ان کا لہجہ ہنوز تھا وہ اندازہ نہیں کر پایا یہ گوشمالی معمول کے مطابق ہے یا پھر اس خفگی میں کسی آگاہی کا عنصر بھی نمایاں ہے۔

''خوب نام روشن کر رہے ہو باپ کا ایک منگنی یہاں اور ایک وہاں شادیاں کتنی کرو گے۔'' اسے جیسے ہزار وولٹیج کا کرنٹ لگا تھا، بابا جان کا لہجہ تھا یا سرد غراہٹ اسے لگا جیسے اس کی زبان گنگ ہو چکی ہے۔

''بابا...... بابا جان!''

''ہمایوں مجھے تم سے اس حد تک بہک جانے کی توقع نہیں تھی تم کیا سمجھتے تھے تمہارا یہ کارنامہ چھپا رہ جاتا وہ وزیر تو بہت خوش ہو گا تمہیں داماد کے روپ میں دیکھ کر دولت دیکھ کر ریجھ گئے میں نے کہا بھی تھا یہ پولیس کی جاب نرالا پچ ہے مگر تم نے کہاں سنا اب بتاؤ علیشاہ کے والدین سے کیا کہوں تمہارے اس کارنامے کے متعلق۔'' زہر میں بجھا تلخ لہجہ وہ جیسے پور پور سلگ اٹھا تھا۔

''بابا جان میں ایک آدھ دن تک آپ سے ملنے آنے والا تھا پھر ہر بات......''

''کوئی ضرورت نہیں اپنی یہ مجبوریوں کی پٹاری اٹھا کر میرے پاس لانے کی علیشاہ کے والدین سے کیا کہنا ہے یہ میں تم سے بھلا جانتا ہوں وہیں رہو۔'' وہ پھنکار کر کہتے سلسلہ منقطع کر گئے تو ہمایوں عمر درانی گئی ثانیوں تک اس زاویے پہ ساکت رہ گیا تھا، علیشاہ ایک کراہ کی صورت یہ نام اس کے لبوں پہ بکھرا تھا کتنی چاہ سے اس نے بابا جان سے اس لڑکی کو اپنانے کی خواہش ظاہر کی تھی، میدے سی رنگت سبز آنکھوں اور سیاہ ریشمی بالوں کے ساتھ نازک اور مومی گڑیا سی علیشاہ جس کی جھکی پلکوں اور چہرے پہ بکھر کے حیا کے رنگ اتنے بھلے لگتے تھے کہ وہ صرف ایک نگاہ ڈال کر ہی اسے ہمیشہ کے لئے اپنانے کا فیصلہ کر گیا تھا مگر اب اس کی یہ خواہش شاید کبھی پوری نہ ہو پاتی اس کے دل میں شیخ حسام الدین کے ساتھ ساتھ اس کی بیٹی کے لئے بھی شدید نفرت کا احساس امڈا تھا۔

حسام الدین غوری شادی چاہ رہے تھے مگر وہ کسی طور بھی اتنی جلدی شادی پہ تیار نہیں تھا بابا جان کی خفگی اس کے ذہن کو شدید قسم کے انتشار کا شکار کر چکی تھی عجب بے بسی کا عالم تھا، کسی سے بھی کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں رہا تھا ایسے میں جب حسام الدین اپنے مطالبے سمیت ایک بار پھر سر پہ آن پہنچے تب وساری جھنجھلاہٹ اور تلخی انہی پہ انڈیل گیا تھا۔

''تمہاری پس وپیش سے مجھے کسی خطرے کی بو آتی ہے۔'' انہوں نے آتے ہی اس پہ چڑھائی کی تھی۔

''کیا مطلب ہے آپ کا۔'' وہ بڑی طرح سے چڑا تھا۔

''شادی سے انکار کی کوئی وجہ بھی ہو۔'' انہوں نے سگار کا کش لیتے ہوئے وردی میں اس کے چھ فٹ سے بھی نمایاں ہوتے قد پہ ایک ستائشی نگاہ ڈال کر کڑوے سے انداز میں کہا تھا۔

''وجہ کیوں نہیں ہے بہت معقول وجہ ہے آپ کی جلد بازی کی وجہ سے میرے پیرنٹس بہت ڈس ہارٹ ہوئے ہیں کیا ضرورت تھی اس تقریب کی نیوز پیپر میں کوریج کروانے کی۔'' اس کا بس نہیں چل رہا تھا سامنے بیٹھے اس اکڑو شخص کو توڑ مروڑ کر رکھ دے۔

''تم انہیں بھی شامل کر لیتے میں نے تو کہا تھا۔'' وہ جیسے صاف دامن بچا گئے ہمایوں نے سلگتی بھڑکتی نگاہ ان کے منافق چہرے پہ ڈالی تھی اور فائل کا فیتہ گرہ لگا کر زور سے ٹیبل پہ پٹخی۔

''اب آپ کیا چاہتے ہیں، مجھے کسی کام کی غرض سے باہر جانا ہے۔'' کیپ اٹھا کر سر پہ جماتے ہوئے اس نے جیسے انہیں ٹرخانے کے لئے کہا۔

''تم شادی کے لئے ہاں کرو، اپنے پیرنٹس کو منانا تمہارا سر درد ہے اپوزیشن کے حالات درست نہیں میں جلد اس فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔'' اسے کہیں جانے کو بالکل تیار دیکھ کر اٹھتے ہوئے انہوں نے بھی حتمی بات کی تھی، ہمایوں نے لب بھینچ کر بہت ضبط کا مظاہرہ کیا تھا حسام الدین کے جانے کے بعد اس نے طیش کے عالم میں کرسی کو ٹھوکر رسید کی تھی۔

''تم جانتے نہیں ہو حسام الدین تم اپنی بیٹی کے حق میں کتنا غلط کر رہے ہو۔'' وہ گویا پھنکارا تھا۔

شدید قسم کی ذہنی ٹینشن نے اسے بیمار کر ڈالا تھا بابا جان اس کی بات سننے پہ آمادہ نہیں تھے ادھر حسام الدین نے آفت مچا رکھی تھی بار بار فون کر کے ایک ہی تقاضا اس کا دماغ گھوم گیا تھا جبکہ بابا جان اس کی آواز سن کر ہی فون پٹخ دیتے گو کہ اسے ٹمپریچر ہو رہا تھا اس کے باوجود ویک اینڈ کی وجہ سے وہ معمول کے مطابق گاؤں چلا آیا ملازم کے ذریعے اس کی آمد کی اطلاع بابا جان تک پہنچ چکی تھی اس کے باوجود جب بابا جان باہر نہیں نکلے تو اس پہ صحیح معنوں میں ان کی خفگی ظاہر ہوئی وہ ان کا اکلوتا بیٹا تھا اس طرح تو وہ کبھی ناراض نہ ہوئے تھے اس ناراضگی سے اسے یہ بھی اچھی طرح سے اندازہ ہوا تھا کہ علیشاہ ان کے نزدیک کیا حیثیت رکھتی ہے اماں سے ملنے کے بعد وہ سیدھا ہوا تو ثوبی کے ساتھ کھڑی علیشاہ پہ نگاہ ڈالتے ہی اس کے اندر جیسے ڈھیروں تھکن اتر آئی سفید اجلے چہرے پہ جھکی لرزتی ہوئی پلکیں اس کے حسن کو دوآتشہ کر رہی تھیں۔

''کیسی ہو گڑیا۔'' ثوبی کے سر کو تھپکتے ہوئے اس نے دانستہ علیشاہ کو اگنور کیا تھا۔

''ٹھیک ہوں بھائی آپ بہت ویک ہو رہے ہیں خیریت۔'' وہ خاصی تشویش میں مبتلا ہوئی تھی۔

''آں...... ہاں...... ہوں۔'' نگاہ اختیار سے باہر ہوتی علیشاہ کے صبیح چہرے پہ جا ٹھہری تھی، ثوبی کے سوال پہ وہ گڑبڑا کر بے ربط سا ہو گیا۔

"مجھے تو خیریت نہیں لگتی توبی۔" اس کی نگاہ کی چوری پکڑ کر ہنسی تھی وہ خجالت آمیز انداز میں جھینپے سے انداز میں ہنس دیا۔

"باباجان کہاں ہیں؟"

"اپنے کمرے میں۔" اب کی بار توبی نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا پھر شاکی سی ہو کر بولی۔

"کیا آپ صرف باباجان سے ملنے آئے ہیں۔" وہ قدرے چونکا تھا اور غیر ارادی طور پہ نگاہ اس کے برابر کھڑی علیشاہ سے الجھ گئی جو بہت خاموش نگاہوں سمیت اسے ہی دیکھ رہی تھی نگاہ ملنے پہ اس سنجیدگی سمیت نظر جھکا کر تیزی سے پلٹ گئی۔

"علیشاہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی میں نے آپ کو بتانا چاہا تھا مگر باباجان نے منع کر دیا بھائی مجھے باباجان کا موڈ بھی ٹھیک نہیں لگتا یوں جیسے آپ سے خفا ہوں۔" اپنے دھیان میں بات کرتے ہوئے وہ آخیر میں چونک گئی تھی، ہمایوں نے اس مرتبہ بہن سے آنکھیں چرائی تھیں۔

"او کے دیکھتا ہوں۔" میں آہستگی سے کہتا وہ پلٹ کر باباجان کے کمرے کی طرف آ گیا جس وقت وہ دروازہ پش کرنے والا تھا عین اسی پل اندر سے دروازہ بے آواز کھلا تھا اگلے ہی لمحے ہاتھوں میں ٹرے اٹھائے باہر آتی علیشاہ اس دیکھ کر رکی تھی ٹھٹک تو وہ بھی گیا تھا سرخ دوپٹے کے ہالے میں اس کا صبیح چہرا اتنا تر و تازہ اتنا فریش نظر آ رہا تھا کہ اسے نگاہ ہٹانا دوبھر محسوس ہوا اس کی نگاہ کی تپش محسوس کرتے ہی علیشاہ کی جھکی نگاہ اٹھی تھی اسے یوں گم صم سے انداز میں اپنی سمت دیکھتا پا کر اس کا چہرا جانے کس احساس کے تحت سرخ پڑا تھا لب کچھ کہنے کی کوشش میں کپکپا کر سختی سے ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے۔

اگلے ہی لمحے وہ سرعت سے نکل گئی تھی اس کی نازک پشت پہ لہراتی بالوں کی چوٹی پہ یاس بھری نگاہ ڈالتے ہوئے وہ سرد آہ بھر کے دروازے کے اندر داخل ہو گیا۔

"ہاں بھئی کیا تھا میں نے ہی اس ناخلف کے ساتھ مگر اب میں ہی توڑ بھی چکا ہوں، وجہ کچھ بھی ہو تمہارے لئے یہ کافی ہونا چاہیے کہ میں اس سے اپنی بچی کی شادی نہیں کرنا چاہتا بس نہیں ہے وہ اس کے قابل۔" اسے اندر آتے ہی دھچکا لگا تھا، باباجان فون پہ کسی سے محو کلام تھے وہ نہیں جانتا تھا البتہ یہ ضرور تھا کہ وہ جو بات کر رہے تھے وہ اس کا دماغ گھما کے رکھ گئی تھی، جب تک وہ بات کرتے رہے وہ لب بھینچے خود پہ بامشکل ضبط کیے کھڑا رہا تھا۔

"دس از ٹو مچ باباجان۔" یہ صدمے کی شدت سے اس کی آواز پھٹ سی گئی تھی۔

"ایک لفظ اور نہیں خبردار جو تم نے میرے کسی معاملے میں ٹانگ اڑائی، علیشاہ میری بیٹی ہے میں اسے تمہارے ہرجائی پن کا درد نہیں سہنے دوں گا۔"

"باباجان!" غضب ناک ہو کر دھاڑے تو ہمایوں عمر ایک پل کو دہل سا گیا۔

"باباجان، علیشاہ میری پسند......"

"مگر اب تم اس پہ کسی اور کو فوقیت دے چکے ہو اگر تم اتنے ہی اچھے ہوتے تمہیں اپنے باپ کی زبان اور عہد کا پاس ہوتا تو تم یہ سب کچھ کیوں کرتے۔" انہوں نے بھرپور تلخی سے کہا تو ہمایوں لب کچلتا جیسے ضبط کے مراحل طے کرنے لگا۔

"پھر بھی...... پھر بھی باباجان یہ زیادتی ہے اور میں آپ کو یہ ظلم نہیں......"

"بکو نہیں ہمارا یہ قدم تمہیں زیادتی محسوس ہوا اور خود جو گل کھلاتے پھر رہے ہو وہ کیا ہے۔" انہوں نے غیض و غضب سے لرزتے ہوئے اسے ڈانٹ کر رکھ دیا ہمایوں کا رنگ پھیکا پڑا تھا۔

"آپ بھی مجھے ایسا سمجھتے ہیں باباجان۔" اس نے انتہائی کرب سے کہتے ہوئے دل سوزی سے لب بھینچے۔

"جو جیسا ہوا سے ویسے کہنے میں کوئی گناہ نہیں ہوتا۔" باباجان نروٹھے پن سے بولے تھے ہمایوں نے تڑپ کر انہیں دیکھا تھا ان کا یہ بیگانہ سا انداز اسے پھر سے خود میں سمٹ جانے پہ مجبور کر گیا تھا ورنہ یہ سوچ کر آیا تھا کہ اور کسی سے نہ سہی مگر باباجان کو وہ سب کچھ ضرور بتا دے گا مگر اب اس نے لمحے کے ہزارویں حصے میں ارادہ تبدل کیا تھا۔

"او کے میں ایسا ہوں تب بھی علیشاہ کے متعلق آپ کو کوئی فیصلہ تنہا نہیں کرنے دوں گا وہ میری منگیتر ہے اور اب میں اس سے شادی کرنے آیا ہوں۔" وہ جیسے دو ٹوک لہجے میں کہتا باباجان کو تپا کر رکھ گیا۔

"دماغ ٹھیک ہے تمہارا بچی کی زندگی تباہ کر دوں گا میں تمہارے پیچھے۔" وہ غرائے تھے۔

"میری بیوی کی حیثیت سے اس کی زندگی تباہ ہو گی یہ آپ کا بہت غلط خیال ہے۔" جواباً وہ بھی ہونٹ سکوڑ کر جتانے والے انداز میں بولا تھا۔

"اچھا اسے بیوی بنا لو گے تو اس شہر والی کے متعلق کیا خیال ہے وہ کیپ ہو گی تمہاری۔" باباجان کے منہ سے ایسی گری ہوئی بات سن کر اسے بہت عجیب تو لگا ہی صدمہ بھی ہوا گو کہ شیخ حسام الدین کی بیٹی زبردستی اس کی زندگی میں داخل ہو رہی تھی اس کے باوجود اس کے لئے اس قسم کا لفظ استعمال کرنا اسے بالکل اچھا نہیں لگا وہ عورت کی عزت کرنے والا سلجھا ہوا انسان تھا اس صدمے کی کیفیت میں کچھ لمحوں تک کچھ بول ہی سکا۔

"تم شادی کرنا چاہتے ہو اس وزیر کی بیٹی سے کر لو ہمیں اعتراض نہیں میں اور تمہاری ماں اس شادی میں شریک ہو جائیں گے صرف اس لئے کہ تمہاری وہاں عزت کا معاملہ ہے مگر علیشاہ کا نام بھی اب تمہاری زبان سے نہ سنوں میں مجھے افسوس ہے میں جو سمجھا تھا تمہیں تم وہ نہیں نکلے۔" ان کے لہجے میں دھمکی تو تھی ہی تاسف اور بے رخی بھی شامل ہو گی ہمایوں عمر نے مزید ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا وہ پلٹا تھا اور اسی خاموشی سمیت واپس چلا آیا تھا۔

شیخ حسام الدین نے خود ہی شادی کی تاریخ مقرر کی تھی وہ تو جیسے کٹھ پتلا تھا جسے اپنی مرضی کے مطابق نچاتے ہوئے وہ بہت خوش تھے جیسے جیسے شادی کے دن قریب آ رہے تھے اس کا اضطراب بڑھ رہا تھا کل شام ہی باباجان نے فون پہ امی کی طبیعت اچانک بگڑ جانے کی اطلاع بہت خشک سے انداز میں اسے پہنچائی تھی۔

"کیوں کیا ہوا ہے انہیں ابھی کل تو بالکل ٹھیک تھیں۔" اسے نہیں پتہ تھا یہ سوال کر کے وہ ان کے قہر کو آواز دینے جا رہا ہے جواب دینے کی بجائے انہوں نے اس کے لتے لینے شروع کر دیے تھے۔

"شرم سے ڈوب مرنا چاہیے اولاد کو ایسی منہ زوری اور بے شرمی کا مظاہرہ کرنے سے پہلے معصومیت تو دیکھو کیا ہوا کل کلاں تو اچھی بھلی تھیں اونہہ کل تک تمہارے کرتوتوں سے بھی بے خبر تھیں وہ آخر کب تک چھپاتا تمہاری بے حسی کو علیشاہ کا رشتہ جہاں طے کیا ہے وہ لوگ آئے تھے دل تو اس کا ہی ٹوٹا۔" وہ کس خوبصورتی سے سارا گناہ اس کے سر رکھ کر خود بری الزمہ ہو چکے تھے وہ کتنی ہی دیر تک کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا یا انہوں نے اسے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا کچھ بھی تھا وہ دل میں احساس جرم کا شکار تھا باباجان

کے نارو اسلوک کے باوجود وہ خود کو اس تمام معاملے سے بری الزمہ چاہنے کے باوجود قرار نہیں دے پاتا تھا اسی وقت اس نے گاؤں جانے کا تہیہ کرلیا تھا گو کہ اس قدر ٹف جاب میں یہ بہت دشوار تھا مگر اماں کی خاطر اسے یہ کرنا تھا ڈیوٹی سے فارغ ہونے کے بعد وہ گھر آنے کی بجائے گاؤں چلا آیا تھا ابھی اس کی پولیس جیپ حویلی کے پھاٹک سے اندر داخل ہو ہی رہی تھی جب اس کے پرسنل سیل پہ بیپ ہونے لگی تھی جیب سے سیل فون نکال کر اسکرین پہ چمچماتے نمبر کو دیکھ کر اس کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی تھیں۔

''ہیلو۔'' ہمیشہ کی طرح اس نے جانے کیا سوچ کر منقطع نہیں کیا۔

''ہمایوں عمر؟'' ہمایوں عمر ہمدانی دوسری جانب زندگی سے بھرپور کھنکتی ہوئی خوش باش آواز اس سے جانے تصدیق چاہ رہی تھی یا کچھ اور جو بھی تھا اس نے لب بھینچ کر خود پہ ضبط کا پہرا سخت کیا تھا۔

''اسپیکنگ۔'' مختصر سا جواب مگر انتہائی سرد لہجے میں دیا گیا۔

''لائبہ بات کررہی ہوں میں۔''

''جانتا ہوں اس انٹروڈکشن کی بجائے آپ زحمت کی وجہ بتائیں۔'' اس کا خشک لہجہ تندی بھی سمیٹ لایا۔

''وہ میں دراصل......''

''محترمہ آپ کی طرح نہ تو میں بے کار ہوں اور نہ سرپھرا۔'' اس کا تلخ ترین لہجہ سراسر ہتک لئے تھا دوسری جانب یکلخت خاموشی چھا گئی دس دن رہ گئے ہیں ہماری شادی میں پھر دیکھتا ہیں کیا حشر کرتا ہوں تمہارا سارا عشق ناک کے رستے دھواں بن کر نہ نکل گیا تو ہمایوں عمر نام نہیں۔'' اس کے لہجے میں نفرت حقارت اور درشتگی چھلک رہی تھی۔

اگلے ہی لمحے وہ اس کا ردعمل جانے بغیر سلسلہ کاٹ چکا تھا ستون کے پاس سے گزرتے ہوئے اس نے دھانی دوپٹے کی جھلک سی دیکھی تھی ذہن اس قدر الجھا ہوا تھا کہ دھیان دیئے بغیر گزر گیا اس کے بھاری قدموں کی آہٹ کو دور ہوتا محسوس کرنے کے بعد ہی علیشاہ جو اسے دیکھ کر ستون کے اوٹ میں ہوگئی تھی گہرا سانس کھینچ کر باہر آگئی، اس کی آنکھوں کے سبز کانچ بھیگے بھیگے سے تھے اور چہرے پہ تردد پھیلا تھا۔

''علیشاہ!'' ثوبی پکارتی ہوئی آئی تھی۔

''تم یہاں بیٹھی ہو ابھی بھائی آئے ہیں دیکھا تم نے۔'' ثوبی نے آہستگی سے کہتے ہوئے اس کے تاثرات جانچے تھے۔

''ہوں یہیں سے گزر کر ہی تو انہیں اندر جانا تھا۔'' علیشاہ نے جیسے کسی جرم کا اعتراف کیا، ثوبی سر جھکا کر کسی سوچ میں گم ہوچکی تھی جب علیشاہ نے اسے پکارا تھا۔

''ثوبی مجھے لگتا ہے تمہارے بھائی کے ساتھ بہت غلط ہورہا ہے۔''

''واٹ؟'' ثوبی کو جیسے جھٹکا لگا تھا وہ یوں اسے دیکھنے لگی جیسے دماغی حالت پہ شبہ ہوا ہو۔

''تم نے ان کے چہرے آنکھوں اور وجود سے چھلکتے اضطراب اور تھکن کو نہیں دیکھا ثوبی من مانی اور پسند سے شادی کرنے والے شخص کے انداز ایسے تو نہیں ہوتے پتہ ہے ابھی وہ اپنی ہونے والی بیوی سے بات کررہے تھے مجھے شک کسی مجبوری کے تحت وہ یہ قدم اٹھارہے ہیں مگر اب یقین ہوگیا ہے وہ خوش نہیں ہیں وہ مجھے چھوڑ کر خوش نہیں ہیں۔'' اس کی آواز دھیمی ہوتی سرگوشی میں ڈھل گئی تھی پھر بیچ کے دن اس قدر تیزی سے بیتے تھے کہ اسے پتہ تک نہیں چل سکا اور مہندی کا دن آپہنچا اسے معمول کے مطابق

تھانے میں دیکھ کر سب انسپکٹر واحدی نے کمال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بہت معصومیت سمیت حیرت ظاہر کی تھی۔

''سر آپ آج بھی ڈیوٹی پہ موجود ہیں جبکہ ہمارا خیال تھا کہ......'' اس کا سوال ہمایوں عمر کی استعجابی نگاہ کو اپنی سمت اٹھایا کر بوکھلاہٹ میں ادھورا رہ گیا ایک تو عہدہ بڑا تھا دوسرا وہ اتنا ریزروڈ رہتا تھا کہ ماتحتوں کو بھی اس سے فالتو بات کی جرأت نہیں ہوسکی تھی اس وقت بھی اس کے چہرے پہ سپاٹ سا جو تاثر تھا اسے انسپکٹر واحدی نے اپنے انداز میں غصے پہ محلول کیا تھا۔

''س......سوری سر وہ میں میرا مطلب تھا کہ آج تو آپ کی شادی تھی نا چھٹیاں لی ہوں گی آپ نے مگر......''

''اوہ۔'' وہ خفیف سا ہوا۔

''ہوں ایکچوئلی آج مجھے کچھ کام تھا اس لئے، خیر آپ لوگ تو شاید انوائیٹڈ نہیں ہیں، سوری مجھے دھیان نہیں رہا اٹ ویز ہے تو اصول کے خلاف مگر آپ لوگ پلیز ولیمہ میں ضرور شرکت کیجئے گا انویٹیشن کارڈ میں جمال کے پاس بھجوا دوں گا۔'' وہ خجالت آمیز تاثرات سمیت دھیمے لہجے میں بات کرتا ہوا وہ ہنوز الجھا ہوا سا تھا مگر اس کے ماتحتوں کے لئے یہ اعزاز یہ بہت تھا کہ اس نے انہیں اپنی خوشی میں شامل کرلیا تھا، مہندی کی رسم کیا ہونا تھی اس کا دل تو جل کر خاک ہوا جاتا تھا حسام الدین کے کمبائن رسم کے آئیڈیئے کو اس نے ٹھکرا دیا تھا گھر پہ آرام کرکے وہ اگلی صبح کے لئے خود کو ذہنی طور پہ تیار کرنا چاہتا تھا کہ بابا جان نے عین موقع پہ آنے سے انکار کر دیا تھا بہانے ان کے پاس لاتعداد تھے اماں کی بیماری کا، جاگیروں کی دیکھ بھال کا اور سب سے بڑھ کر علیشاہ کی دل آزاری کا وہ چپ ہورہا تھا۔

پیچھے پیچھے آندا میری چال ویندا آئی
چیر والیا ویکھدا آئیں وے میرا لونگ گواچہ

جمالا پورا گھر چمکائے خود بھی صاف ستھرے کپڑے پہنے ٹہل ٹہل کر گا رہا تھا ہمایوں دھیان دیئے بغیر گاڑی سے نکل آیا۔

میشری کی ڈلی رے، سجن گھر چلی رے
ہو میشری کی ڈلی رے سجن گھر چلی رے

معاً اس کی نگاہ اندرونی حصے کی جانب بڑھتے ہمایوں پر پڑی تو سب کچھ چھوڑ چھاڑ اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

''صاحب مبارکاں صاحب کانگریجولیشن مگر صاحب یہ کیسی شادی ہے نہ ڈھول تاشے نہ گھر میں کوئی مہمان۔'' جمالا دوڑ کر اس سے لپٹتا ہوا تیز تیز بولتا شاکی سا ہوگیا۔

''ایسی ہی شادی ہوگی یہ اور سنو یہ سُر کم از کم آج کے دن نہ چھیڑو میرا سر درد کررہا ہے پلیز۔'' وہ آکتاہٹ زدہ انداز میں کہتا اسے جھٹک کر اندر چلا گیا جمالا بڑبڑاتا رہ گیا تھا۔

ڈیپ میرون فل کامدانی سلیولیس شرٹ جس کا گلا آگے پیچھے دونوں سائیڈوں سے انتہائی ڈیپ تھا اس کے تباہ کن سراپے کی خوبصورتی کو کچھ اس انداز میں اجاگر کر چکا تھا کہ نگاہ کسی کیچوے کی طرح وہیں رینگتی رہ جاتی بھاری شرارہ اور دوپٹہ پیچھے کی جانب سیٹ کیئے وہ میچنگ کے زیورات اور پھولوں کے گہنوں سے سجی اپنے ہوش ربا حسن سمیت دلہن سے بڑھ کر بے باک ماڈل زیادہ لگ رہی تھی نکاح کے بعد جس سے اس مختلف رسومات کی ادائیگی کے لئے ہمایوں کے پہلو میں بٹھایا گیا اس کے حلیے پہ نگاہ ڈالتے ہی ہمایوں کا بگڑا ہوا موڈ بالکل ہی الٹ گیا خود پہ کنٹرول رکھنے کی خاطر اس نے اتنی سختی سے لب کچلے تھے کہ منہ میں لہو کا ذائقہ گھلتا ہوا محسوس ہوا تھا پہلی نگاہ نے ہی اتنی تلخی اور تپش اس کے اندر

بھر دی تھی کہ پھر جتنی دیر بھی وہ مارے بندھے وہاں بیٹھا رہا ایک بار بھی دوبارہ اسے نظر بھر کے نہیں دیکھا رخصتی کے وقت شیخ حسام الدین نے بیٹی کو گلے لگا کر بعد اسے بھی اپنے شانے سے لگا کر تھپکا تھا۔

''مجھے امید نہیں تھی کہ تمہارے بابا جان بیٹے کی اس خوشی میں بھی شریک نہیں ہوں گے ایسی بھی کیا قدامت پرستی اور روایات کی پاسداری۔'' ان کے لہجے میں جو کمینگی اور مصنوعی رحم تھا اس نے ہمایوں کے دل میں نفرت بھر دی وہ ایک جھٹکے سمیت ان سے الگ ہوا تھا اور گہرے گہرے سانس بھر کے طیش پہ قابو پاتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ گیا اس کے اندر جوار بھاٹے اٹھ رہے تھے۔

سونے دی توتڑی
جے میں ہوندی ڈھولنا ہائے ڈھولنا
سونے دی توتڑی
رہندی گل نال لگ کے تیرے
سانواں دے نیڑے نیڑے
اگاں لاندی ڈھولنا ہائے ڈھولنا
سونے دی توتڑی

کمرے میں آنے سے قبل اسے جمالے کے تقاضے پہ مبارک باد کے جواب میں اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر جو نوٹ ہاتھ لگا دیکھے بنا اسے تھما دیا تھا جمالا تو نوٹ کو دیکھ کر خوشی سے ناچ ہی اٹھا تھا کمرے میں آنے کے بعد تک بھی اسے جمالے کی خوشی سے چھلکتی گنگناہٹ سنائی دیتی رہی تھی بیڈ کے عین وسط میں روایتی انداز میں سر جھکائے بیٹھی وہ یقیناً اس کی منتظر تھی کم عمری کا نکھار چہرے پہ خوبصورتی ملامت اور جاذبیت کی صورت بکھرا تھا جبکہ چہرے کی معصومیت بھولپن اور ملامت بھی ہرگز نظر انداز کیے جانے والی نہیں تھی اس کے اندر زہر خند پھیل گیا اونہہ شکل مومناں کرتوت کافراں اس نے انتہائی نفرت سے سوچا تھا کوٹ اتار کر صوفے پہ اچھالتا ہوا وہ ڈریسنگ میں جا گھسا تھا گرے سلیپنگ گاؤن جس کے کالر میں اس کی غضب کی دراز قامت کچھ اور بھی نمایاں ہو رہی تھی کمرے میں وسط میں رک کر بیڈ پہ بیٹھی لائبہ کو دیکھتے ہوئے وہ جیسے الجھن کا شکار ہوتا اس کی سمت متوجہ ہوا تو ایک پل کو چونک گیا وہ اس کی سمت ہی دیکھ رہی تھی نگاہیں چار ہوتے ہی حیا آلود گلاب چہرے پہ دل آویزی سی مسکراہٹ اتر آئی، خود اعتمادی کے اس شاندار مظاہرے نے ہمایوں کو پوری ہستی سمیت ہلا کے رکھ دیا اس کی نگاہوں کی تپش محسوس کرتی ہوئی لبوں میں مچلتی مسکراہٹ لئے وہ سر جھکا گئی تھی، نہ شرم نہ جھجک نہ گھبراہٹ یہ کیسی دلہن تھی ان لوازمات سے عاری وہ اسے ایک بار پھر ایک بے باک ماڈل کی طرح لگی ایک بار پھر اسے اپنا نصیب پھوٹ جانے پہ گہرے رنج نے گھیر لیا۔

''اٹھو یہاں سے مجھے سخت نیند آ رہی ہے۔'' سخت لہجہ اور مشتعل انداز لائبہ کو ششدر کر گیا۔

''مم...... مگر میں۔''

''شٹ اپ فضول بات نہیں اٹھو اور دفع ہو جاؤ۔'' اس کا بازو سختی سے دبوچتا ہوا وہ دبے ہوئے لہجے میں غرایا تھا، شدید قسم کی اہانت اور سبکی کا احساس لائبہ کے چہرے کو غصے کی زیادتی سے سرخ کر گیا مگر مقابل کوئی اور نہیں دشمن جاں تھا جس کا غصہ بھی اسے بہت پیارا بہت عزیز تھا۔

''ایسے نہیں ہمایوں پہلے میرا رونمائی گفٹ نکالیں۔'' ہلکی سی مزاحمت کے بعد اپنا بازو چھڑاتی ہوا تنے مان اور استحقاق سمیت بولی تھی کہ ہمایوں عمر کو اس کی ڈھٹائی پہ تاؤ آ گیا ضبط چھلکا تھا اور اندر کی ہیجانی لہر اُمڈ کر باہر آ گئی اس کا وزنی ہاتھ

گھوم کر زناٹے کے تھپڑ کی صورت لائبہ کا چہرا پھیر گیا۔

''جتنی نفرت میں تم سے کرتا ہوں اور جس طرح تم میری زندگی میں زبردستی آ گھسی ہو اس کے بعد ایسا ہی رونمائی گفٹ مل سکتا تھا تمہیں بتاؤ ملا ہوگا ایسا منفرد گفٹ تم سے پہلے کسی اور دلہن کو۔'' وحشت بھرے انداز میں اسے اپنی جانب گھسیٹ کر وہ اتنی قوت سے چلایا تھا کہ لائبہ جو اس اچانک صدمے سے گنگ ہو گئی تھی اپنے کانوں کے پردے پھٹتے ہوئے محسوس کیئے تھے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے سامنے ہمایوں کا غیض غضب سے سرخ پڑتا چہرا دھندلا سا گیا گال پہ ہاتھ رکھے زرد پڑتی خوفزدہ آنکھوں سمیت اسے دیکھتی بے اختیار پیچھے کی جانب سرکی تھی۔

''دکھانا جا کے اپنے باپ کو اپنا یہ چہرا اور اس اسپیشل رونمائی کی روداد بھی سنا دینا مجھے بے بس کر کے جہاں تک منوا سکتے تھے منوا لیا اس زور زبردستی کے نتیجے میں وقتی فتح پہ نازاں ہونے والے یہ نہیں جانتے کہ گھر دلوں کے ایک ہونے سے بستے ہیں اور میرا دل تم سے کبھی نہیں ملے گا۔'' سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سمیت اسے دیکھ کر چبا چبا کر کہتا وہ جیسے پچھلے دنوں کی ذہنی الجھن اذیت اور غبار کو نکال کر قدرے ریلیکس ہوا تھا اس کے ہر انداز سے چھلکتی درشتگی اور لہجے کی برہمی لائبہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتی رہ گئی تھی، وہ کہہ رہا تھا اسے قطعی سمجھ نہ آ سکی جبھی تیزی سے برستی آنکھیں ہاتھ کی پشت سے رگڑ کر صاف کرتی وہ جھٹکے سے اٹھ کر اس کے مقابل آئی تو پاؤں کی پائل اور ہاتھ کی چوڑیاں جلترنگ بجا اٹھی تھیں مگر سہاگ رات کی ان اولین گھڑیوں میں دونوں فریقوں کے ذہن اس قدر کشیدہ اور اعصاب اس قدر تناؤ کا شکار تھے کہ یہ مدھم دل فریب جھنکار ان کی توجہ حاصل کرنے میں ناکام رہی۔

''کیا فضول بات کر رہے ہیں آپ کس نے فورس کیا آپ کو۔'' لائبہ کو اس کا ہتک آمیز استہزائیہ انداز سراسر اپنی توہین محسوس ہوا تھا جبھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے ہوئے سرد لہجے میں پھنکار کر بولی تھی۔

''تم نے تمہارے ابا نے اور کس نے اونہہ میں کوئی کھلونا تھا کہ جس پہ تمہارا دل مچل گیا تھا۔'' وہ آنکھیں نکال کر غرایا تھا لائبہ کو دھچکا لگا۔

''مگر پاپا نے تو کہا تھا کہ آپ با خوشی راضی......''

''ہاؤ فنی با خوشی راضی ہوں گا اور وہ بھی تم جیسی لڑکی سے فاحشہ سے شادی پہ نان سنس۔'' اس کے لال بھبھوکا ہوتے چہرے پہ کاٹ دار نگاہ ڈالتا وہ تمسخر اڑانے کے انداز میں بولا تو لائبہ نے بے اختیار بے بسی کے گہرے احساس سمیت ہونٹ کچلے تھے، ناگواری سبکی توہین کا احساس اس کا چہرا تاریک کرتا چلا گیا پیشانی یوں جلنے لگی جیسے وہاں کسی نے آگ دہکا دی ہو اس کی سائیڈ سے کترانے کے انداز میں نکل کر وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت ڈریسنگ میں گھس گئی تھی، دروازہ اندر سے لاک کرنے کے بعد وہ گھٹنوں کے بل نیچے گری تھی اور بے اختیار روتی چلی گئی وہ بولڈ تھی فیشن ایبل تھی اور کس حد تک بے باک بھی تو اس میں قصور اس کا کہیں بھی نہیں تھا جس انداز میں اس کی پرورش ہوئی تھی وہ اسے ایسا ہی روپ دے سکتی تھی ہمایوں عمر ہمدانی کو اس نے پہلی بار اپنی فرینڈ کی شادی میں مہندی کی تقریب میں دیکھا تھا سوا چھ فٹ کے قریب قد اور غضب کی اسمارٹنس لئے ورزشی سراپا یونانی دیوتاؤں کے سے دلکش نقوش نے اسے ایسا ٹھٹکا دینے والا روپ بخشا تھا کہ وہ جو ہمیشہ سراہی گئی تھی پہلی نگاہ میں ہی اس پہ اپنا آپ ہار گئی اس کے بعد بھی

جب جب اس نے ہمایوں عمر ہمدانی کو دیکھا کچھ اس انداز میں کہ وہ پہلے سے بڑھ کر اس کے حواسوں پہ چھاتا ہوا محسوس ہوا پولیس یونیفارم میں اس نے ٹی وی اسکرین پہ اسے دیکھا تھا اور جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی اس کے کسی کارنامے کے بعد اس کے لئے خصوصی اعزاز دیا گیا تھا جس کی کسی نجی چینل نے کوریج کی تھی یونہی چینل سرچنگ کے دوران وہ اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی دھیما اتنا گمبھیر اور متاثر کن لہجہ کہ وہ گم صم سی ہو کر پلکیں جھپکنا بھی بھول گئی تھی اسے حاصل کرنے کو لائیلہ کو ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگانا پڑا تھا اس کی خواہش کے نتیجے میں بہت جلد اور یہ خوشخبری سنا دی گئی تھی کہ ہمایوں عمر ہمدانی اس کے ساتھ عمر بھر کا سفر طے کرنے کو راضی ہے پھر اسے فریق ثانی کی نیت پہ شبہ ہوتا بھی تو کیونکر اس میں بھلا کمی کیا تھی بلکہ یہ عام لڑکیوں کی نسبت اس میں اضافی خوبیاں تھیں وہ حد سے زیادہ حسین طرحدار اور بے پناہ اٹریکشن کا باعث وسیع جائیداد کی تنہا وارث تھی پھر اس کے باپ کا اعلیٰ عہدہ اس کی مانگ میں اضافہ کرتا تھا وہ نہیں جانتی تھی پاپا نے ایسا کیا قدم اٹھایا تھا کہ وہ مغرور نک چڑھا اور پہنچ سے دور نظر آتا بے حد شاندار سا پولیس آفیسر محض چند مہینوں میں اس کا ہو گیا تھا اس نے اس نہج پہ سوچا ہی نہیں تھا مگر اب ہمایوں کے مشتعل انداز اور انسلٹنگ انداز کو دیکھتے ہوئے اس نے فون پہ رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر بے سود بری طرح پیچ و تاب کھاتی وہ بے تابی سے صبح ہونے کی منتظر تھی تاکہ پاپا سے پوچھ سکے آخر انہوں نے ایسا کون ساحربہ استعمال کیا تھا کہ وہ اس کا ہو کر بھی اس کا نہیں ہو سکا تھا۔

اگلی صبح تو کیا شیخ حسام الدین اس کے ولیمہ کی تقریب میں بھی شریک نہ ہو سکے تھے وجہ ان کی محبوب بیوی تھی محترمہ کو شیخ صاحب نے ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا ہوا تھا ایسے ایسے ناز اٹھاتے کہ دیکھنے والا شرم سے پانی پانی ہو جاتا مگر بڈھے شیخ صاحب کو لاج نہ آئی۔

''پاپا آپ آئے کیوں نہیں گو کہ ممی آئی تھیں۔'' اس کے علاوہ وہ اس کی ڈھیروں فرینڈز بھی تھیں کزنز تھیں جنہوں نے ہمایوں کو دیکھ کر اس کی قسمت پہ ناز کیا تھا مگر اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا تبھی ہمایوں کے اسٹیج سے اترتے ہی اس نے سیل پہ ایک بار پھر ان سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی تھی جو کہ خوش قسمتی سے اس بار ہو بھی گیا۔

''کون لائیلہ ہاں بیٹے وہ میں دراصل تمہاری چھوٹی ممی کی طبیعت اچھی نہیں وومیٹنگ ہو رہی ہے تو میں انہیں اس حالت میں چھوڑ کے کیسے آ سکتا ہوں، ہاں جان پلیز سنبھالو خود کو دل گھبرا رہا ہے ٹھہرو میں ملازمہ سے کہہ کر گلوکوز منگواتا ہوں۔''

''شکورن!'' ان کا دھیان اس کی جانب سے ہٹ چکا تھا اب بیگم کی ناز برداریاں ہو رہی تھیں اس نے سختی سے لب کچلتے ہوئے سلسلہ منقطع کیا تو آنکھوں کی دھند گالوں پہ اتر آئی تھی۔

''دس از ناٹ فیئر پاپا میرے ساتھ آپ نے اچھا نہیں کیا اس شخص نے جو میری تذلیل کی ہے اسے سہہ کر مر جانے کو جی چاہتا ہے اس سے تو بہتر تھا یہ مجھے نہ ملتا۔'' بلیک پینٹ کوٹ میں ملبوس فریش شیو کی نیلاہٹوں سے جگمگاتے چہرے سمیت مسکراتا ہوا ہمایوں عمر ہمدانی اس کی سلگتی نگاہ کے زاویے پہ ٹھہرا تو اس نے سسک کر سوچا تھا کسی زیاں کے احساس کا پچھتاوا لمحہ بہ لمحہ ڈرا رہا تھا۔

''آپ بتاتے کیوں نہیں کہ کہاں لے جانا چاہتے ہیں مجھے۔'' پچھلے دو مہینوں سے وہ ایک ہی گھر میں ایک ہی چھت تلے اجنبیوں کی سی زندگی گزار رہے تھے آج صبح ہی گھر سے جاتے ہوئے ہمایوں نے اسے دیکھے بغیر شام تک تیار رہنے کا حکم دیا تھا وہ الجھ گئی تھی تیار تو ہو گئی تھی مگر یہ نہیں جانتی تھی جانا کہاں ہے مگر پوچھنے کی تاب نہیں تھی کہ اس کا انداز اتنا روڈ انسلٹنگ اور تلخ ہوتا کہ شروع میں وہ اسے ایک آدھ بار مخاطب کرنے کے بعد اس کی نگاہوں کی طنزیہ کاٹ پہ اپنی ذات میں سمٹ کر رہ گئی تھی مگر اب جب ہمایوں نے اسے یونہی ہاتھ لٹکاتے دیکھ کر گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تو ناگواری ظاہر کیے بغیر نہیں رہا تھا۔

''کوئی بیگ وغیرہ نہیں لیا جہاں جا رہے ہیں وہاں آپ کے لئے کوئی کپڑے لے کر نہیں بیٹھا ہوا۔'' اس کی غصیلی نگاہوں اور خون خشک کر دینے والے لہجے نے لائیلہ کو ہمیشہ کی طرح دبک کر سمٹ جانے کی بجائے اٹھنے پہ مجبور کیا تھا جواب میں ہمایوں نے سرد نگاہوں سمیت اسے گھور کر دیکھا تھا۔

''اتنی اچھی قسمت نہیں ہے میری کہ تمہیں لے جا کر جہنم میں جھونک آؤں اور اپنی جان چھڑا لوں تمہاری وجہ سے میرے پیرنٹس خفا ہیں مجھ سے اپنی اتنی اچھی فیانسی تمہاری وجہ سے مجھ سے چھنی دیکھ لو اتنی نحوست کے کرشمے۔'' سرد پھنکارتی ہوئی آواز میں مغرور پھر تلخی سموئے وہ اس پہ طنز کے تیر برسانے لگا تھا۔

''دس از ٹو مچ ہمایوں، آپ یوں مجھے قدم قدم پہ ذلیل نہیں کر سکتے۔'' شرمندگی غم و غصہ اور بے بسی کے احساس سمیت ہاتھوں میں چہرا ڈھانپ کر وہ اس وحشت سے روئی کہ ہمایوں کو لینے کے دینے پڑ گئے چہرے سے چھلکتی نفرت و جارحیت میں خفیف سی شرمندگی جاگی کچھ دیر لب بھینچے وہ اس کے ہچکیوں سے لرزتے نازک پیکر کو دیکھتا رہا تھا ان نگاہوں کے ٹھہرنے اور گہرائی سمیٹ لانے میں جو ایک احساس نمایاں تھا وہ تھا اس کی بہکا دینے والی خوبصورتی کا احساس، بلاشبہ اس کا نازک مومی سراپا اپنی تمام تر حشر سامانیوں سمیت حواسوں پہ بجلیاں گرانے کی بھرپور صلاحیت رکھتا تھا پھر اس کے پاس تو استحقاق بھی تھا اسے پہلی بار ایسی نگاہ سے دیکھا تو کسی طرح بھی وہ خود کو اس کے سحر سے بچا نہیں پایا تھا اسے پتہ بھی نہیں چلا کب اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے قریب کیا تھا اور بہت نرمی و ملائمت سمیت بازو کے حلقے میں لیتے ہوئے دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کر ڈالے سانسوں کی تپش اور آنکھوں کے نرم گرم تاثر نے لائیلہ کے ہوش اڑائے تھے یوں پہلی بار اس نے ازخود پوری رضا و رغبت سمیت اس کی سمت پیش رفت کی تھی وہ تو جیسے اس التفات کو پا کر حیرت کی زیادتی سے بے ہوش ہونے کے قریب ہوئی تھی چہرا اس کی اتنی قربت کی آنچ میں حیا کی سرخی سے تپ کر تمتما اٹھا تھا وہ حیرانگی لئے ہوئے انداز میں غیر یقینی میں گھر کر اسے اپنے بھیگے گال صاف کرتے دیکھ رہی تھی، تبھی ہمایوں تبھی جیسے اس ٹرانس سے باہر آیا تھا چونکتے ہوئے خجالت بھرے انداز میں اس سے نظریں چراتا وہ سرعت سے دور ہوا لب بھینچ کر جیسے اپنے اس پل خود پہ اختیار کھو جانے پہ ملامت کرنے لگا لائیلہ کا دل انوکھی لے پہ دھڑکا وہ اتنا بھی پتھر نہیں تھا جیسا وہ اسے سمجھ بیٹھی تھی اس ایک لمحے کی بے خودی بے اختیاری اس پہ اس کے اندر کے چور دروازوں کا پتہ دے گئی تھی اس کے لبوں پہ اُمڈتی حجاب آلود مسکراہٹ بہت بے ساختہ تھی۔

''اگر تم نہیں جانا چاہتی ہو تو ڈونٹ مائنڈ

میں......''

''نہیں ایسی بات نہیں ہے میں چل رہی ہوں آپ کے ساتھ۔'' وہ جو کچھ کہنے جا رہا تھا اسے سمجھ کر ہی وہ گھبرا کر اس کی بات قطع کر گئی تو ہمایوں بے نیازی سے کاندھے اچکا کر گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا لائیلہ اس کے وجیہہ چہرے پہ چوری چھپے ایک نگاہ ڈال کر سرشاری سے مسکرائی گو کہ ہمایوں نے گاؤں آنے کی اطلاع نہیں دی تھی بس گاؤں کی حدود میں داخل ہوتے ہوئے ثانی کے فون پہ اسے بتایا تھا کہ وہ لوگ گاؤں آ رہے ہیں حویلی آمد پہ جس والہانہ انداز میں ان کا استقبال کیا گیا وہ ہمایوں کو ورطہ حیرت میں ڈبو گیا، اماں، بابا جان، ثوبی حویلی کے تمام ملازموں سمیت نئی دلہن کے استقبال کے لئے پھاٹک تک آئے تھے ہمایوں کے لئے یہ منظر شاکڈ کر دینے والا تھا ملنے ملانے کا سلسلہ طویل تھا وہ اپنی بھرپور خفگی کا مظاہرہ کرنے کی خاطر لائیلہ کو ان سب کے درمیان گھرے چھوڑ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

''اونہہ ڈرامہ شادی میں شریک ہونے کوئی آیا نہیں اور یہاں یہ سوانگ رچا لیا گیا جیسے من پسند بہو ہی تو آئی ہو گھر میں بیٹے کا خیال نہیں اس فضول لڑکی کی اتنی اہمیت۔'' اس کی پور پور سلگ رہی تھی اس نے کھانا بھی ڈھنگ سے نہیں کھایا معمول سے ہٹ کر وہ گم صم اور بہت خاموش تھا ایسی خاموشی جس سے ناراضگی چھلک رہی تھی۔

''کیا خفا ہو بیٹے۔'' اماں سے ہی رہا نہیں گیا تو مسکرا کر بولی تھیں۔

''میں کیوں خفا ہوں گا ناراضگی تو رشتوں کے مان کے ساتھ ہوتی ہے اماں اور آپ لوگ ثابت کر چکے ہیں کہ میں آپ کا کچھ نہیں لگتا۔''

کھانے کے بعد جب اماں نے اسے اپنے کمرے میں بلا کر پوچھا تو وہ جیسے ضبط کھو کر پھٹ پڑا تھا۔

''اور جو تم نے کیا وہ ٹھیک تھا، علیشاہ کا کیا قصور تھا بچپن سے اسے بہو کے روپ میں دیکھا تھا اور اب......'' ان کا گلا رندھ گیا تو بات ادھوری چھوڑ دی۔

''خیر اب جانے دو اللہ کے گھر میں اس طرح ہی تیرا جوڑا لکھا تھا پھر ہم کیسے یہ سب کر لیتے۔'' انہوں نے آنکھوں کے بھیگتے گوشے صاف کرتے ہوئے یاسیت میں گھر کر کہا تو ہمایوں کو ایک اضطراب سا چھو کر گزر گیا اماں نے اپنی بیماری کے عذر پیش کرتے ہوئے شادی میں نہ آسکنے کی توجیہہ دی تھی جو نہ مانتے ہوئے بھی اسے ماننا پڑی تھی وہ اس خجالت شرمندگی اور بے بسی کو یاد بھی کرنا نہیں چاہتا تھا جو شادی کے موقع پہ ان سب کو نہ پا کر اس نے لوگوں کی نگاہوں سوالوں سے محسوس کی تھی۔

''جیسے بھی سہی بیٹا ہے تو وہ ہماری بہو پھر ہم اسے کیوں اس کے حق سے محروم کریں یوں بھی تمہارے بابا جان کو غصہ تم پہ تھا نہ کہ اس بچی پہ۔''

اماں کی باتوں نے اس کے بوجھل دل پر مزید بوجھ ڈال دیا وہ بہت بے دلی سے اٹھا تھا۔

ثانیہ اور اماں کی فرمائش پہ ہمایوں اگلے ہی دن لائیلہ کو وہیں حویلی چھوڑ کر خود واپس آ گیا تھا وہ وہاں رہتی یا یہاں اسے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اس کے بعد وہ اتنا مصروف ہوا تھا کہ حویلی جانا تو دور کی بات اسے فون کرنے کی بھی فرصت نہیں مل سکی تھی ایک بار ثانی نے فون کر کے شکوہ بھی کیا۔

''ہمیں بھول گئے یہ ہم جانتے ہیں بھائی مگر یہ کیا کہ آپ اپنی نئی نویلی دلہن کو بھی یہاں چھوڑ کر بھول بیٹھے۔'' وہ اس وقت آفس میں تھا اس کے سامنے کانسٹیبل اور انسپکٹر بیٹھا ہوا تھا انہیں آج مجرموں کے ٹھکانے پہ ریڈ کرنا تھا یہ میٹنگ اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی جواب میں کیا کہتا کھنکار کر رہ گیا۔

''بھائی بھابھی سے بات کر لیں یہ آپ کے بغیر خاصی اداس ہو چکی ہیں۔'' ثانی کی کھنکتی آواز پہ وہ گڑبڑا سا گیا تھا۔

''وہ ایسا ہے ثانی کہ میں شام میں خود فون کر لوں گا ابھی میں بہت اہم کام میں مصروف ہوں سمجھ رہی ہو اوکے گڈ بائے۔'' اس کی سنے بغیر ہی اس نے فون بند کر دیا تھا اس کے بعد شام میں فون کیا کرنا تھا کہ وہ کامیاب آپریشن کے بعد ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا اس کی توقع سے کہیں بڑھ کے اسے شاندار کامیابی نصیب ہوئی تھی اگر انہیں ریڈ کرنے میں چند لمحوں کی بھی تاخیر ہو جاتی تو الٹا انہیں نقصان اٹھانا پڑتا پریس کانفرنس کے بعد وہ بہت سرشار سا گھر لوٹا تو پہلے ہی مقام پہ حسام الدین کا فون اس کا موڈ خراب کر گیا وہ اس سے لائیلہ کے متعلق استفسار کر رہے تھے۔

''وہ گاؤں میں ہے حویلی میرے پیرنٹس کے ساتھ۔'' اس نے خشک سے انداز میں جواب دیا تھا ان سے بات کرتے ہوئے اس کا لہجہ ہمیشہ یونہی روڈ ہو جایا کرتا تو وجہ ان کا اپنے ساتھ برتا جانے والا رویہ ہی نہیں بلکہ ان کی کرپٹ شخصیت کا بھی اثر تھا۔

''وہ اپنی مرضی سے وہاں گئی ہے یا تم نے زبردستی کی۔'' سوال تیکھا تو تھا ہی ہمایوں کو عجیب بھی محسوس ہوا۔

''دس از مائی پرسنل میٹر شیخ صاحب آپ کی بیٹی اب بیوی ہے میری میں اسے جہاں چاہوں رکھوں۔'' اس نے غصے میں آتے ہوئے جواب دیا تو دوسری جانب شیخ صاحب بھڑک سے گئے۔

''شادی اس کی تمہارے ساتھ ہوئی ہے تمہاری فیملی یا حویلی سے نہیں کہ تم......''

''شیخ صاحب ہمارے ہاں جس قسم کی شادیاں ہوتی ہیں وہاں صرف لڑکا لڑکی کی شادی نہیں ہوتی فیملی گھر بار رشتہ دار سب انوالو ہوتے ہیں اس رشتہ اس بندھن میں مائنڈ اٹ مجھے آپ کی بات بالکل اچھی نہیں لگی۔'' ہونٹ سکوڑ کر بہت کچھ ان پہ واضح کرتا ہوا وہ سلسلہ منقطع کر چکا تھا اس سے اگلے دن جب اپنے آفس میں اہم فائل اسٹڈی کر رہا تھا ایک بار پھر گاؤں سے فون آ گیا۔

''ثوبی گڑیا میں نے پہلے بھی ایک بار آپ کو سمجھایا تھا کہ ڈیوٹی آورز میں مجھے ڈسٹرب نہ کیا کرو۔'' اس کے نرمی سے جھنجھلا کر کی جانے والی تنبیہ کے جواب میں کھنکتا قہقہہ اس کی سماعتوں میں جلترنگ بجا گیا۔

''آپ کو ڈسٹرب کرنے کا پرمٹ تو ہم حاصل کر چکے ہیں ایس پی صاحب پھر یہ اعتراض چہ معنی دارد۔''

''اوو شٹ اپ۔'' لائیلہ کی ہشاش بشاش کھنکتی آواز کا گلا گھونٹ کر بھڑک کر بولا تھا۔

''کب آ رہے ہیں آپ یہاں میرا دل نہیں لگ رہا۔'' کچھ لمحوں کے گہرے سکوت کے بعد وہ بہت سنبھل کر گویا ہوئی تو ہمایوں کو جیسے آگ لگ گئی تھی۔

''تمہارا دل لگانے کا میں نے ٹھیکہ نہیں لے رکھا۔'' وہ جیسے جل کر خاک ہوا تھا۔

''ہمایوں بی ہیو یور سیلف مائینڈ یور لینگو یج۔'' ہمایوں نے محسوس کیا اس کی آواز رندھ گئی ہے اس کے باوجود اس کے ذہن کا تناؤ ختم نہیں ہوا۔

''جب دلوں میں جگہ نہ ہو تو ایک ساتھ رہنے کا بھی کیا فائدہ تم وہاں ہو یا......''

''ہمایوں یہ بات کہہ کر آپ میری توہین کرتے ہیں آپ انکار کر سکتے تھے کسی نے فورس نہیں کیا تھا آپ کو۔'' اس کے بھینچے ہوئے لہجے میں ازحد تلخی نمایاں تھی۔

''ہاں انکار کر سکتا تھا کیا تھا انکار اپنے باپ سے پوچھنا کس گھٹیا ہتھکنڈے سے مجھے فورس کیا اس نے۔''

غصے کی زیادتی نے اس کا دماغ خراب کر ڈالا تھا دوسری جانب سناٹا چھایا تھا وہ گویا پوری ہستی سمیت پل کر رہ گئی تھی۔

''کیوں کیا فورس پاپا نے مجھ میں کیا کمی تھی۔'' وہ چیخ پڑی تھی، ہمایوں کے لبوں پہ زہر خند پھیل گیا۔

''یہ سوال مجھ سے کرنے کی بجائے تم اپنے پاپا سے کرو یا خود سے ویسے مجھے تم میں کوئی خوبی بھی نظر نہیں آئی ہے۔'' تمسخرانہ انداز میں کہتا وہ سب انسپکٹر کو دیکھ کر رابطہ منقطع کر گیا تھا۔

اگلی صبح اسے یوں گاؤں لازماً جانا پڑا کہ اماں نے ثوبی اور علیشاہ کی شادی کی تاریخ طے ہونے کا بتایا تھا اس کی شرکت ایسے موقع پہ لازمی تھی اسے نا چاہتے ہوئے بھی جانا پڑا کہ اس چھوٹی سی تقریب میں علیشاہ کے سسرالیوں نے نکاح کی سنت ادا کرنے کا بھی تقاضا کر دیا تھا ہمایوں کے لئے یہ بہت کٹھن بہت آزمائش کے لمحات تھے پل پل جسے اپنے لئے سوچا تھا وہ حالات کی ستم ظریفی کے طفیل کسی اور کی بنائی جا رہی تھی ضبط کی کوشش میں سرخ پڑتا چہرا اور آنکھوں میں گہری ہوتی سرخی پہ کسی اور نے دھیان دیا ہو یا نہیں لائیلہ نے ضرور دیا علیشاہ سے تو اسے یوں بھی عجیب سا بیر ہو چلا تھا اس من موہنی نازک سی لڑکی سے اس کے ساتھ رقابت کا جو رشتہ ستوار ہوا تھا اس نے لائیلہ کو اس کے نزدیک ہونے ہی نہیں دیا تھا۔

''بہت ڈسٹرب ہیں آپ حالانکہ یہ انتہائی خود غرضانہ سوچ ہے اچھا ہے بیچاری کو اتنا اچھا ہمسفر مل گیا ہے ورنہ ساری عمر آپ کے نام پہ گزار کے اسے کیا ملتا صرف احساس کمتری اور ٹھکرائے جانے کے درد کے علاوہ۔'' ہمایوں سب کے درمیان سے اٹھ کر ٹیرس پہ آ کر سگریٹ سلگا کر گہرے کش لیتا ہوا اندر کی گھٹن کو کم کرنے کی سعی میں مصروف تھا جب لائیلہ نے اس کے پیچھے آ کر بظاہر بہت اپنائیت ہمدردی سے کہا تھا ہمایوں نے گردن موڑ کر خوفناک قسم کی سنجیدگی سے اسے دیکھا تھا لبوں کے گوشوں میں مچلتی مسکراہٹ اس کے اندر کی کمینی سی خوشی کا بھید کھول رہی تھی اس کے اندر سر سراتی وحشت جنونی کیفیت میں ڈھل گئی ایک پل لگا تھا اور اس نے وحشت بھرے انداز میں اس کی کلائی پکڑ کر زور دار جھٹکا دیتے ہوئے اسے انتہائی بے دردی سمیت ریلنگ کی سمت اچھال دیا۔

''گھٹیا کم ظرف عورت تمہاری سوچ کی سوچ کی پستی سے میں اچھی طرح آگاہ ہوں ضروری نہیں کہ تم اسے زبان سے ظاہر کرو۔'' اس کا سرد پھنکارتا ہوا لہجہ اور چہرے کے تاثرات میں اتنی بیگانگی اور خوفناکی تھی کہ لائیلہ کی ساری طراری دھری رہ گئی دل اندر ہی اندر دہل کر جیسے دھڑکنا بھی بھول گیا خوف سے سفید پڑتے چہرے سمیت وہ چیخنا بھی بھول گئی۔

''دفع ہو جاؤ یہاں سے اور کوشش کرنا کہ مجھے اپنی صورت نہ دکھاؤ ورنہ شوٹ کر دوں گا تمہیں۔'' اسے اپنے سامنے سے دھکا دیتے ہوئے وہ اتنی سفاکی سے بولا تھا کہ لائیلہ خوف سے سرد پڑ گئی۔

اس وقت تو وہ اتنی سراسیمہ اور حراساں ہو چکی تھی کہ کچھ نہیں بول پائی مگر یہ احساس ختم ہوتے ہی شدید قسم کی ذلت توہین اور خجالت کا احساس اس پہ حاوی ہوتا چلا گیا تھا، آخر وہ کیا سمجھتا تھا خود کو اس کا جرم اتنا بڑا نہیں تھا جتنا اس

نے بنا ڈالا تھا وہ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے سامنے مجرموں کی سی زندگی گزارنے پہ مجبور کر دی گئی تھی، شیخ حسام الدین سے فون پہ رابطہ کر کے اس نے ضد کی تھی سب کچھ جاننے کی مگر وہ سرے سے انکاری ہو گئے کچھ بتا کر نہ دیا بلکہ الٹا اسے ہمایوں کے خلاف بھڑکا دیا وہ تو پہلے ہی بھری بیٹھی تھی رہی سہی کسر ہمایوں کے توہین آمیز سلوک نے پوری کر دی وہ کچھ ایسا کرنا چاہتی تھی کہ ہمایوں بلبلا کر رہ جاتا مگر کیا وہ ابھی نہیں جانتی تھی مگر اس کا موقع اسے اتنی جلدی میسر آ جائے گا اسے خبر نہیں تھی اس رات جب اماں ثوبی اور علیشاہ کی جدائی کے خیال سے افسردہ ہو کر اچھا خاصا رو چکی تھیں تو ثوبی نے محض ان کا دھیان ہٹانے کی غرض سے بات کا رخ بدلتے ہوئے لائیلہ کو چھیڑا تھا۔

''بھابھی آپ کی طرف سے ابھی تک ہمیں کوئی خوشخبری نہیں ملی کچھ تو خیال کریں اماں پوتے پوتیوں سے ہی بہل جائیں۔'' روئے سخن اپنی سمت دیکھ کر وہ فطری طور پہ جھجکی تھی اور شرمائی بھی جبھی بات بدلنا چاہی مگر اماں کا دھیان وہیں اٹک گیا تھا۔

''چھ ماہ ہو گئے ہمایوں کی شادی کو ابھی تک کوئی امید نہیں بیٹی شہر کے ڈاکٹروں سے اپنا چیک اپ کرانا تھا خیر چھوڑو اب تم یہاں ہو میں تمہیں پیر صاحب کے پاس لے جاؤں گی دم درود کریں گے اللہ جھولی بھر دے گا انشا اللہ۔'' اماں پرامید تھیں۔

''وہ اماں دراصل۔'' اس کے ذہن میں جیسے جھماکا سا ہوا تھا بالکل اچانک اس نے ایک بات سوچی تھی اور عمل کی ٹھان لی غم و غصے کی شدید کیفیت میں اسے اپنے اس ارادے کی نزاکت اور خطرے کا احساس تک نہ ہو سکا۔

''ہاں کہو بیٹی کیا بات ہے۔'' اماں اس کے جھجک کر چپ ہو جانے پہ بولیں۔

''اماں میں نے تو اپنا چیک اپ کرا لیا تھا کلیئر رپورٹ آئی ہے ہمایوں نہیں مان رہے ڈاکٹر نے کہا بھی تھا کہ میاں بیوی دونوں کی ٹیسٹ رپورٹ کے بعد ہی پتہ چلے گا شاید ان کے دل میں یہ خوف ہے کہ کمی انہی کے اندر ہے۔'' دل کڑا کر کے کہنے کے بعد وہ ترچھی نگاہوں سمیت اماں اور ثوبی کے تاثرات نوٹ کرنے لگی جہاں عجیب سا خوف گہری چپ اور ایک خدشہ لہرا رہا تھا، وہ دونوں ہی اس سے نظریں چرا رہی تھیں۔

''ہاہاہا۔'' وہ دل ہی دل میں زور سے ہنسی تھی۔

''اب دیکھنا ہمایوں عمر ہمدانی تمہیں کیسے آگ لگتی ہے لائیلہ کا انتقام ایسا ہے کہ ساری عمر بھی تم جلو تو یہ آگ نہ بجھے۔'' وہ بے حد شانت سی ہو کر سوچ گئی، مگر اسے یہ علم نہیں تھا کہ اس وقت اماں سے کسی اہم مسئلے پہ بات کرنے آتا ہمایوں عمر ہمدانی اس کی بات سن کر کسی طرح آگ میں گھرا ہے۔

رات کے نو بجے تھے جب اس کی جیپ گاؤں سے نکلی تھی فاسٹ ڈرائیو کے باوجود اسے تین گھنٹے لگے تھے گھر کے گیٹ تک پہنچتے لائیلہ اس کے یوں آناً فاناً پروگرام بدلنے اور ساتھ لے آنے پہ حیران تھی گمان تک نہ تھا کہ یہ اس کے پھوڑے گئے بم کے اثرات ہیں اس کے چہرے کے تاثرات میں جو سفاکی اور درشتگی چھلک رہی تھی اس نے لائیلہ کے اندر سراسیمگی کے احساس کو جگایا تھا جانے کیوں اسے پہلی بار اس کا سرخ انگارے کی مانند دہکتا چہرا دیکھ کر شدید خوف محسوس ہوا جبھی اندرونی حصے کی جانب آتے ہی محض اس سے کترانے کی غرض سے وہ بھوک کا بہانہ کرتی کچن میں جا گھسی، جبکہ ہمایوں

سرے سے نظر انداز کیئے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا اس نے بے اختیار سکھ کا سانس لیا ورنہ اندر سے تو وہ اس کے تیوروں سے بہت ڈری سی گئی تھی۔

ہن کلیاں نئیں لگدا دل ماہی وے
راتاں آ گیاں چانئیاں

کچھ دیر قبل جب جمالے نے گیٹ کھولا تو نیند میں جھوم رہا تھا مگر کچن میں انٹری دیتے وہ بالکل فریش موڈ میں گنگنا رہا تھا لائیلہ نے پلٹ کر دیکھا تو دانت نکوس کر بولا۔

''کیا چاہیے بی بی جی حکم کریں۔'' فرمانبرداری اور تابعداری کے اس مظاہرے پہ لائیلہ بے ساختہ مسکرائی تھی۔

''نو تھینکس جمال میں خود کر لوں گی تم جا کے سو جاؤ۔''

''مگر بی بی جی۔''

''کچھ نہیں ہے بھئی کھانا ہی گرم کرنا ہے کر لوں گی۔'' اس نے نرمی سے ٹوکا تو جمالا کچھ دیر متذبذب سا اسے دیکھتا رہا پھر کاندھے اچھکا کر چلا گیا تھا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے لئے فریج سے پانی کی بوتل نکال رہی تھی جب اس نے سلیپنگ گاؤن میں بکھرے بالوں اور بے تحاشا سرخ آنکھوں سمیت ہمایوں کو کچن کے دروازے سے اندر آتے دیکھا اس کے ہاتھ میں گلاس لرز سا گیا نگاہ چراتی ہوئی وہ رخ پھیر کر بوتل سے پانی گلاس میں انڈیلنے لگی۔

''کمرے میں چلو۔'' اس کی آنکھوں کی طرح اس کی آواز بھی بدلی ہوئی سی محسوس ہوئی لائیلہ نے اسے بلاوجہ چونک کے اسے دیکھا تھا اور بہت بری طرح سے جھجکی۔

''ک...... کیوں کچھ کام ہے۔'' اس کی تیز پھنکارتی ہوئی نظروں سے آنکھیں چراتی ہوئی وہ گڑبڑا سی گئی تھی۔

''اندر تو چلو جو کام ہو گا پتہ چل جائے گا۔''

اس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس چھین کر سنک میں دے مارا اور اس کا باوز سختی سے دبوچ کر گھسیٹتا ہوا اپنے ساتھ کھینچ کر لے گیا تھا لائیلہ کے اوسان خطا ہوئے تھے اس کے بازو میں ہمایوں کی انگلیاں گوشت کو پھاڑ کر ہڈی کو چٹخانے کے قریب محسوس ہوئی تھی اس کے حلق سے بے ساختہ چیخ نکل گئی مگر اس پہ جیسے مطلق اثر نہیں ہوا تھا یونہی اسے کھینچتے ہوئے کمرے میں لایا اور بستر پہ دے مارا۔

''اب بتاؤ جو بکواس تم نے اماں اور ثوبی سے کی اس کا مطلب کیا تھا۔'' اس کے دائیں بائیں بازو رکھ کر جھکتا ہوا وہ اس کی آنکھوں میں اپنی دہکتی ہوئی آنکھیں گاڑھ کر سرد پھنکارزدہ لہجے میں بولا تو لائیلہ کو اس کے شدید موڈ کی وجہ سمجھ آتے ہی اپنی دھڑکنیں خطرناک حد تک تیز ہوتی محسوس ہوئیں اس کا چہرا خفت اور شرم سے بے تحاشا سرخ پڑا تھا۔

''میں نے کچھ نہیں کہا۔'' نظر چراتے ہوئے اس سے جان چھڑانے کو وہ صاف مکری تھی۔

''جھوٹ بولتی ہو تم۔'' اس کے بال مٹھی میں جکڑ کر زوردار جھٹکا دیتے ہوئے وہ جیسے آپے سے باہر ہوا تھا لائیلہ کو اس کا غصہ بے معنی اور سراسر فضول محسوس ہوا بلکہ اسے اس کے اس غصے پہ تاؤ آیا تھا جبھی چلبلا کر تلخی سے بولی تھی۔

''ایک ہی گھر میں ایک چھت تلے اتنا عرصہ اکٹھا کوئی بھی اپنی بیوی سے اتنا لاتعلق اور بے نیاز بن کر نہیں رہ سکتا کوئی مرد اتنا پارسا نہیں ہوتا کہ......'' اور اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی ہمایوں کے وزنی ہاتھ کے بھرپور تھپڑ یکے بعد دیگرے اس کے چہرے پہ آگ بھڑکا گئے تھے۔

''نفرت تھی اس کی وجہ شدید نفرت تم سے، تمہارے وجود سے ہر مرد کو اتنا چھچھورا اور عام سمجھ لیا، تمہاری کلاس کے مرد اس قسم کے ہی ہیں ہر کوئی اتنا نفس پرست نہیں ہوتا مگر اب...... اب تم نے مجھے میری ماں اور بہن کی نگاہوں میں مشکوک کر کے اپنے لئے گڑھا خود کھودا ہے لائیلہ بیگم دیکھنا میں تمہارا حشر کیا کرتا ہوں۔'' وہ غصے میں پاگل ہوتا ہوا بھینچی ہوئی آواز میں بولا اس سے پہلے کہ لائیلہ کچھ سمجھتی کمرے میں واحد روشنی کا ذریعہ ٹیبل لیمپ بھی بجھا دیا گیا۔

سورج کی نرم چمکیلی کرن نے اس کے چہرے پہ گدگدی کی تو ہمایوں نے کسمسا کر آنکھیں کھول دی تھیں اس کے سرہانے کھڑکی کھلی تھی اور پردہ ہٹا ہوا تھا یہیں سے طلوع ہوتے سورج کا بہت دلکش نظارہ اس کے سامنے تھا اس نے نگاہ کا زاویہ بدل کر بیڈ پہ نگاہ کی وہ کہیں نہیں تھی وہ گہرا سانس کھینچتا کمبل ہٹا کر اٹھ بیٹھا باتھ لے کر فریش ہونے کے بعد باہر آیا تو عین اسی پل لائیلہ نے اندر قدم رکھا تھا لائٹ پنک لباس میں سجتے ہوئے چہرے اور متورم سرخ آنکھوں سمیت وہ اسے روبرو پا کر جھجک سی گئی، ہمایوں کے لبوں پہ مسکراہٹ بکھرتی چلی گئی بلاشبہ رات وہ غصے نفرت اور انتقام کی آگ میں جلتا اس کی آہ و بکا اور منت سماجت پہ کان رکھے بغیر وہ اس سے وحشیانہ برتاؤ کرنے سے باز نہیں آیا تھا اس کے باوجود جو کچھ لائیلہ نے اس کے ساتھ کیا تھا وہ خود کو ابھی بھی بھڑکا ہوا محسوس کر رہا تھا اور اندر بھڑکتی آگ اس وقت ٹھنڈی ہونے والی نہیں تھی جب تک کہ اس عورت کی گود میں کم از کم اس کا ایک بچہ نہ آ جاتا اس نے تلخی سے سوچا اور آگے بڑھ کر برش اٹھا کر بال بنانے لگا۔

''جب تک میں تیار ہوں ناشتہ بنا لو۔''

''جمال کو آرڈر کرنے کی ضرورت نہیں۔''

ڈھٹائی اور بے غیرتی کی کوئی حد ہوتی ہے مگر اب مزید نہیں، بہت برداشت کر چکا میں تمہاری اس فضول حرکت کو۔'' ہونٹ سکوڑ کر نفرت سے کہتا وہ وارڈ روب سے اپنے کپڑے نکالنے لگا لائیلہ جو بیڈ کی چادر درست کر رہی تھی قدرے چونک کر اسے دیکھتی بغیر کچھ کہے باہر نکل گئی جس وقت وہ ناشتے کے لئے ڈائننگ روم میں آیا چائے سلائس آملیٹ کے ساتھ پراٹھا بھی موجود تھا اس سے اس سلیقے اور مہارت کی اسے امید نہیں تھی پھر اتنی جلدی یہ سب تیار کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی، اگر یہ مان بھی لیا جاتا کہ اسے یہ سب کرنا آتا بھی ہے تب بھی

''جمال...... جمال!'' اس نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے آواز لگائی تھی۔

''جی صاحب!'' جمال پھولے سانسوں سمیت جانے کہاں سے بھاگتا آیا تھا۔

''یہ ناشتہ تم نے بنایا ہے۔'' جوس کے گلاس اور جگ سمیت اندر آتی لائیلہ پہ کڑی نگاہ ڈالتے ہوئے وہ اس قدر سختی سے بولا تھا کہ جمال سٹپٹا کر پہلے اسے پھر لائیلہ کو دیکھنے لگا۔

''جج...... جی صاحب کچھ اچھا نہیں بنا حالانکہ میں نے تو......''

''اٹس اوکے جاؤ تم۔'' اس نے تنے ہوئے چہرے سمیت لائیلہ پہ تیز نظر ڈال کر جمال کو ٹرخایا۔

''صاب!''

''جمال تم جاؤ۔'' جمال کو گھبراتے دیکھ کر ہمایوں نے ڈانٹ کر کہا تو وہ جیسے سر پہ پاؤں رکھ کے بھاگا تھا۔

''تم؟'' اس نے دانت پیسے تھے۔

''سوری ہمایوں ایکچویلی مجھے یہ سب کرنا آتا نہیں تھا، بٹ ڈونٹ مائنڈ مم...... میں سیکھ لوں گی آپ کے لئے تو میں کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔'' نظریں جھکائے ہاتھ مسلتی ہوئی وہ اتنی

مدھم آواز میں بولی تھی کہ وہ بھی بامشکل سن پایا۔
''اوہ ہاں میں تو بھول ہی گیا کہ میری خاطر تو تم کچھ بھی کر سکتی ہوایون اپنی سطح سے گر کر پستی میں جا بیٹھنا بھی۔'' اس کی بے رحم چھیدتی ہوئی نگاہوں کو وہ سہار نہ پائی تو لب کچلتے ہوئے سر جھکا لیا اس کی آنکھوں کی سطح بہت تیزی سے گیلی ہوئی تھی مگر کچھ کہنا اپنی مفاد میں گویا مزید انسلٹ کروانے کے مترادف تھا، وہ چپ ہی رہی یہاں تک کہ وہ پاؤں پٹختا ہوا چلا گیا جبکہ لائیلہ وہیں کرسی پہ بیٹھ کر سسکنے لگی تھی۔

اس کے بعد ہر آنے والی رات اس کے لئے آزمائش بن گئی تھی ہمایوں کا رویہ ہر رات گزشتہ رات سے بھی برتر ہوتا اسے تو اب شک ہونے لگا تھا اس کے رویئے کو سہتے ہوئے کہ وہ اسے اپنی بیوی یا عزت نہیں بلکہ لوٹ کا مال سمجھ کر استعمال کر رہا ہے وہ خاموش رہی تھی احتجاج کرتی بھی تو کس سے پاپا سے یہ بات کہہ نہ سکتی تھی پھر وہ تو آج کل یوں بھی اپنے نومولود بیٹے اور بیوی کے چاؤ چونچلوں میں مصروف تھے، پچھلے دنوں ایک ویکلی میگزین نے ان کا فیملی انٹرویو کیا تھا جس میں وہ اپنے بچے اور بیوی کے ساتھ بہت مگن اور مطمئن تھے انٹرویو کے دوران بھی وہ تھرڈ کلاس اظہار محبت اپنی بیوی سے کرتے رہے تھے اس کا دل خون ہو گیا تھا اس پہ ہمایوں کے طنزیہ فقرے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کسی ایسی جگہ بھاگ جائے جہاں یہ سب سہنا نہ پڑے ہمایوں عمر ہمدانی دنیا کا وہ واحد شخص تھا جسے اس نے اس انداز میں چاہا تھا اتنی محبت کی تھی اس سے کہ اس کے انسلٹنگ رویئے اور شدید سلوک کے باوجود وہ اسے دل سے نہیں نکال پائی تھی بلکہ ایسا کیا تھا اس میں کہ ہر گزرتے دن کے ساتھ وہ اس کی محبت میں پاگل ہوئی جا رہی تھی یہ اس کی اندھی محبت ہی تھی کہ وہ اس کے ساتھ علیشاہ کا نام تک برداشت نہیں کر پائی اور بیوقوفی میں یہ بات کہہ دی جو یقیناً اسے نہیں کہنا چاہیے تھی ہمایوں عمر کی مردانگی انا اور عزت پہ چھوٹ پڑی تو وہ بلبلا اٹھا تھا یوں اپنا آپ منوا کر وہ جیسے اپنی انا کو تسکین حاصل کر رہا تھا اسے لائیلہ کی خاموشی اور یاسیت کی بھی پرواہ نہیں رہی تھی اس وقت بھی وہ رات کا کھانا کھانے کو آ کر بیٹھ گئی تھی مگر دل بے حد بوجھل سا تھا کچھ کھانے کو طبیعت آمادہ نہیں تھی ہمایوں نے خود ڈٹ کر کھایا تھا پھر جمال کو چائے کا کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔
''اور تم اٹھو فوراً کمرے میں آؤ۔'' اسے دیکھتے ہی اس کی نگاہوں میں تلخی بھری تھی۔
''ہمایوں پلیز میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔'' یہ پہلی بار تھا کہ وہ اس کے بلانے پہ انکاری ہوئی تھی۔
''شٹ اپ جسٹ شٹ اپ میں تمہاری کوئی فضول بات نہیں سننا چاہتا۔'' وہ آنکھیں نکال کر غرایا تو لائیلہ سہم سی گئی اس سے پہلے کہ غصے میں بے قابو ہو کر ہاتھ اٹھاتا وہ خائف سی ہو کر اٹھ گئی تھی۔
اگلی صبح اس کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو چکی تھی بخار تو تھا ہی سر میں جیسے دھماکے سے ہو رہے تھے نقاہت اتنی کہ اٹھ کر بیٹھنا مشکل وہ بے دم سے انداز میں یونہی پڑی رہی تھی۔
''جمال جاؤ پہلے اس کے لئے جوس لے آؤ لگتا ہے بھوک کی وجہ سے یہ حال ہو گیا ہے تمہاری بی بی جی کا۔'' اس کے ہلدی کی طرح بالکل زرد چہرے پہ سرسری نگاہ ڈالتا ہوا وہ جمال سے مخاطب ہوا تھا جو اس کے یونیفارم کی شرٹ پریس کر رہا تھا۔
''جی صاحب۔'' جمال فوراً باہر چلا گیا کچھ دیر بعد ہی فریش جوس کا گلاس اس لئے حاضر

تھا۔
''لیجئے بی بی جی۔'' اس نے گلاس ٹیبل پہ رکھا ہمایوں تیار ہو چکا تھا کچھ سوچ کر آگے بڑھ آیا۔
''لائیلہ اٹھو یہ جوس پی لو۔'' اس ہمدردی کے پیچھے کوئی اور جذبہ بھی کارفرما تھا اس پہ غور کیئے بنا وہ بہت سرسری سے انداز میں اسے مخاطب کر گیا لائیلہ نے بدقت آنکھیں کھول کر اسے اور اس کے بڑھائے گئے گلاس کو دیکھا تھا پھر کہنیوں پہ بوجھ ڈالتی زبردستی اٹھ کر بیٹھ گئی پہلا گھونٹ لیتے ہی اسے زور کی ابکائی آئی تھی منہ پہ ہاتھ رکھے وہ الٹ کر گرتے جوس کی پرواہ کیے بغیر اٹھ کر واش روم کی سمت بھاگی تھی خاصی دیر بعد وہ گیلے چہرے سمیت باہر آئی تب بھی نقاہت سے اس کی آنکھوں تلے اندھیرا چھا رہا تھا ہمایوں جو اس کے یوں اٹھ کر بھاگنے پہ ایک پل کو ٹھٹکا تھا اگلے ہی لمحے بہت زور سے چونکا واش روم سے باہر آتے لائیلہ نے اس کی پرتپش گہری نگاہوں کے ارتکاز کو محسوس کیا تو لب کچلتے ہوئے پلکوں کی چلمنیں گرا دیں وہ اسے یونہی نگاہ کی گرفت پہ رکھے اٹھ کر قریب آ گیا۔
''کب سے طبیعت خراب ہے۔'' لائیلہ گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھتی بالکل خاموش رہی۔
''کیا پوچھا ہے تم سے۔'' اب کہ اس کی آواز میں کھردرا اور سرد پن نمایاں ہوا تھا۔
''کئی دن آئی مین ایک ہفتہ تو ہو گیا ہے جو کچھ بھی کھاتی ہوں کچھ دیر بعد وومیٹنگ شروع ہو جاتی ہے۔'' اسے جواب دیتی وہ روہانسی ہو گئی تھی۔
''ہوں۔'' ہمایوں نے ہنکارا ابھرا کچھ سوچتا رہا پھر اس کے پھیکی ہوئی رنگت پہ گہری نگاہ ڈالتا ہوا گلا کھنکار کر قدرے مدھم لہجے میں مزید کچھ سوال کر گیا تھا ایسے سوال جنہوں نے لائیلہ کے چھکے چھڑا دیئے حجاب آلود خفگی سمیت وہ محض ایک نگاہ اسے دیکھ کر تپتے ہوئے چہرے کو جھکا گئی۔
''گڈ اب میرا خیال ہے ڈاکٹر سے کنفرم کرا لیتے ہیں کہ تم پریگنٹ ہو اٹھو ہری اپ۔'' اس کا سر جھٹکتا ہوا وہ جیسے ہی اٹھا لائیلہ جیسے اسی پل اس کی تفتیش کی وجہ سے آگاہ ہوئی پہلے ششدر پھر شرم سے سرخ پڑی تھی اس کا دل بہت انوکھی سی لے پہ دھڑکا تھا۔
''یہ شرمانے لجھانے کا کوٹہ بعد میں پورا کرتی رہنا مجھے ڈیوٹی پہ بھی جانا ہے اٹھو فوراً۔'' ہمایوں کی سرد سپاٹ آواز پہ اس کا رنگ پھیکا پڑا تھا لمحاتی خوشی پہ اس کا انسلٹنگ انداز پانی پھیر کے رکھ گیا غصہ بے بسی اور شدید قسم کی سبکی اسے لب بھینچ لینے پہ مجبور کر گئی ہمایوں نے اسے کپڑے بھی بدلنے نہیں دیئے تھے اس کا اندازہ غلط نہیں تھا وہ پریگنٹ ہو چکی تھی ایک بار پھر جیسے اس کے اندر گلاب کھل اٹھے تھے یہ احساس ہی کتنا خوبصورت اور انوکھا تھا کہ اس تصور کے ساتھ ہی اس کے لبوں پہ مسکراہٹ کے کنول کھل گئے تھے ہمایوں کے برابر فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی وہ جھینپی جھینپی شرمائی ہوئی سی اتنی اچھی لگ رہی تھی مگر اس کے باوجود ہمایوں عمر ہمدانی اس سے غافل انداز میں ڈرائیو کرتا رہا تھا لائیلہ نے چپکے سے اسے دیکھا تھا اس احساس کو پا کر وہ اس کی کیفیت کا اندازہ کرنا چاہ رہی تھی مگر اسے بہت مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہمایوں عمر کے سپاٹ چہرے سے ایسا کوئی تاثر ڈھونڈے سے نہیں مل پایا البتہ بری بڑی بادامی آنکھوں میں ایک گہرا اطمینان ضرور ہلکورے دے رہا تھا لائیلہ نے بے دلی سے نظریں پھیر لیں اس اطمینان کی وجہ سے وہ بہت اچھی طرح سے آگاہ تھی اپنی ذات پہ لگا وہ الزام دھل جانے کے بعد وہ ایسا ہی مطمئن اور آسودہ نظر آ سکتا تھا۔

"سنو تم ایسا کرو کہ ڈلیوری تک اپنے پاپا کے ہاں چلی جاؤ۔" گاڑی کے خاموش ماحول میں اس کی بھاری آواز گونجی تو لائیلہ نے بری طرح سے چونک کر اسے دیکھا اس کی نگاہوں کی حیرت اور شکایت کو اسی نے قطعی اہمیت نہیں دی۔

"جب سے شادی ہوئی ہے تم وہاں گئیں نہیں اس لئے کہہ رہا ہوں اگر تم وہاں نہیں جانا چاہتیں تو کوئی زبردستی نہیں ہے میں اماں کے پاس تمہیں گاؤں بھجوا دیتا ہوں یوں بھی شادی کی وجہ سے چند دنوں تک تو ہمیں جانا ہی تھا یہاں تمہاری دیکھ بھال کرنے کو کون ہو گا پھر میں اتنا مصروف رہتا ہوں۔" وہ پتہ نہیں وضاحت پیش کر رہا تھا یا اس کا دل رکھنے کو ڈھارس دے رہا تھا جو کچھ تھا لائیلہ کو اس کا انداز سراسر اپنی توہین سے تعبیر محسوس ہوا تو بھرپور تلخی سے کہہ گئی تھی۔

"سیدھی طرح سے کہیں اب آپ مجھے برداشت نہیں کرنا چاہتے آپ کا مقصد پورا ہو چکا ہے مگر یہ آپ کی بھول ہے کہ میں اپنی اتنی انسلٹ چپ چاپ سہہ لوں گی ڈلیوری کے بعد بھی میں واپس نہیں آؤں گی۔" اس نے رندھے ہوئے گلے سمیت کہتے کھڑکی کی جانب رخ پھیر لیا اس کی آنکھیں برس پڑنے کو بے تاب نظر آتی تھیں مگر وہ اس بے حس کٹھور شخص کے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی ہمایوں کو اس سے اس صاف گوئی کی توقع نہیں تھی ایک پل کو اس کا چہرا متغیر ہوا تھا مگر اگلے ہی لمحے وہ بہت جتانے والے انداز میں بولا تھا۔

"یہی بات ہے مگر مجھے تمہارے جیسی بے باک لڑکیاں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔" اس نے نفرت سے ہونٹ سکوڑے تھے۔

"یہ بعد کی بات ہے کہ ڈلیوری کے بعد تم کہاں رہتی ہو اگر تمہاری ضرورت ہو گی تو تمہیں لانے میں مجھے کوئی روک نہیں سکتا۔" اس پہ طنزیہ نگاہ ڈال کر وہ جتائے بغیر نہیں رہا۔

پہلے وہ گاؤں گئی تھی وہاں اس خبر پہ جتنی خوشی اور شکرانے کا اظہار کیا گیا اس کے دل سے وقتی طور پہ سہی ہمایوں کے رویے کی بدصورتی قدرے زائل ہو گئی پھر شادیوں کا ہنگامہ تھا اکلوتی بہو کی حیثیت سے جو اس کا مقام تھا اس کے حساب سے ہی اسے عزت اور اہمیت سے نوازا گیا تو وہ کچھ اور بھی بہل گئی ہمایوں کے حوالے سے ملنے والے اس خصوصی پروٹوکول کو اس نے بہت چاہت سمیت وصول کیا تھا ہمایوں مہندی کی رات ہی پہنچ سکا تھا مگر اس کا رویہ اس قدر حوصلہ شکن اور دل دکھانے والا تھا کہ وہ بجھ کر رہ گئی اس کے ساتھ کمرے کی تنہائی میں بھی وہ مکمل طور پہ بیگانگی برتتا رہا تھا بلکہ لائیلہ کو تو یہاں تک محسوس ہوا تھا کہ اگر وہ حویلی کی بجائے وہاں گھر پہ ہوتا تو کمرے میں اس کا وجود برداشت نہ کرتے ہوئے باہر جانے کا کہہ دیتا اس کے الجھے ہوئے رویے اور اس حد تک نظر اندازی کو اس نے علیشاہ کی شادی کی وجہ گردانا اور اس سے کچھ اور بھی بدگمان ہو گئی یہی وجہ تھی کہ شادی کا ہنگامہ سرد پڑتے ہی جب ہمایوں واپسی جانے کو تیار ہوا تو وہ اسے مخاطب کر گئی تھی۔

"مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا ہے۔" بیگ کی زپ بند کرتا ہمایوں کا ہاتھ اس زاویے پہ ساکن ہوا تھا۔

"تمہیں اگر یاد ہو تو میں نے تمہیں کچھ کہا تھا۔" اس کی آنکھوں میں بیگانگی کے ساتھ ساتھ ہلکی سی تلخی بھی نمایاں تھی۔

"مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ آپ مجھے اس گھر میں برداشت نہیں کر سکتے میں ممی کے پاس رہوں گی۔" جواباً اس نے بھی جیسے اس کی پرواہ کیئے بغیر بھرپور تلخی سے جواب دیا ہمایوں نے لب بھینچ کر اس کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھا پھر سر جھٹک کر اسے تیار ہونے کا کہہ دیا تھا لائیلہ کو اس کی ممی کے ہاں چھوڑ کر ہی وہ ڈیوٹی پہ گیا تھا لائیلہ کو گئے ایک ہفتہ بھی نہیں ہوا تھا جب اس نے فون کر کے بتایا تھا کہ اس کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی اس وجہ سے اس کی ممی اسے لے کر مری والے گھر میں شفٹ ہو رہی ہیں ڈلیوری سے پہلے لوٹ آئیں گی وہاں کی صحت افزا فضا میں اس کی صحت اچھی ہونے کا امکان تھا ہمایوں کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔

"سو آپ کی مرضی ہے جو چاہے کریں۔" کہہ کر اس نے اپنی جان چھڑا لی تھی پھر وہ مختلف کیسوں میں الجھ کر اتنا مصروف ہوا کہ وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہو سکا سردیاں بیتیں بہار آئی اور پھر موسم گرما شروع ہو گیا تو اتنا وقت بھی نہیں مل پاتا کہ فون کر کے ہی خیریت معلوم کرے کچھ ایسا دشوار بھی نہیں تھا یہ اگر وہ چاہتا دراصل وہ خود ہی نہیں چاہتا تھا ان دنوں علیشاہ کو کھو دینے کی کسک اور نارسائی کا ملال اس کی رگوں میں زہر بھرتا رہتا تھا اور اسی خیال سے دامن چھڑانے کو اس نے خود کو بے انتہا مصروف کر لیا تھا۔

رات کا جانے کون سا پہر تھا جب اس کے سیل فون پہ تسلسل سے ہونے والی بیل نے اس کی نیند میں خلل ڈالا تھا وہ لیٹ نائٹ گھر آنے کی وجہ سے بہت تھکا ہوا سویا تھا آنکھ کھل جانے کے باوجود اس احساس کو سمجھنے سے قاصر رہا جس کی وجہ سے اس کی نیند خراب ہوئی تھی بیل پھر سے ہوئی تب اس نے اندھیرے میں ہی ہاتھ اِدھر اُدھر چلا کر سیل فون اٹھا کر کان سے لگایا تھا۔

"ہیلو۔" اس کی آواز نیند کے خمار میں ڈوبی تھی۔

"ہیلو ہمایوں بیٹے میں لائیلہ کی ممی بات کر رہی ہوں۔" دوسری جانب ممی کی قدرے گھبرائی ہوئی آواز وہ بھی رات کے اس پہر سن کر اس کی نیند ایکدم سے بھاگ گئی تھی۔

"جی ممی خیریت۔" اس کا دل بہت انوکھے انداز میں دھڑکا لائیلہ کی طرف سے چند دنوں تک کسی خبر کی توقع تھی اتنی رات کو ان کا فون یونہی نہیں آیا تھا۔

"بیٹا مبارک ہو آپ کو بیٹا آیا ہے میں رات کے اس وقت تمہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتی تھی مگر بیٹے لائیلہ میری بچی کی طبیعت بالکل ٹھیک نہیں میجر آپریشن ہوا ہے وہ ہوش میں نہیں ہے خون کی اشد ضرورت ہے مگر اس کا بلڈ گروپ نہیں مل رہا۔" ممی فون پر ہی رونے لگی تھیں۔

ہمایوں ایک پل کو ساکت رہ گیا لائیلہ کے ان گنت روپ اس کی نگاہوں میں زبردستی آن سمائے تھے باپ بن جانے کی خوشی اس کے اندر وہ احساس نہ پیدا کر سکی جو اس کے خیال میں ہونا چاہیے تھا تو اس کی وجہ دوسری خبر تھی لائیلہ اس کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

"آنٹی آپ پریشان نہ ہوں وہاں کسی سے خون کے لئے بات کریں میں کوشش کرتا ہوں آپ کے پاس جلدی پہنچنے کی اگر لائیلہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی تو آپ مجھے فون کر دیتیں۔" ٹیبل لیمپ آن کر کے ٹائم دیکھتے ہوئے وہ قدرے جھنجھلا سا گیا تھا۔

"بیٹا بس اچانک ہی اس کی طبیعت بگڑ گئی مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ تو ہمسائی کا اللہ بھلا کرے اگر وہ بھاگ دوڑ نہ کرتی تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔" وہ پھر سے رونے لگیں تو ہمایوں نے انہیں تسلی دینے کے بعد فون بند کر دیا بستر سے نکلتے ہوئے وہ ایک بار پھر کچھ نمبر پش کر رہا تھا۔

جس وقت وہ ہوسپٹل پہنچا ممی اسے کمرے

کے باہر ہی مل گئیں وہ بے تابانہ ان کی طرف لپکا تھا۔

"سب خیریت تو ہے نا آنٹی۔" انہیں شانوں سے تھام کر اس نے جس بے قراری بے تابی سے سوال کیا تھا اس پہ ایک پل کو اسے خود بھی حیرت سی ہوئی۔

"اب تو سب خیریت ہے اللہ کا شکر ہے بر وقت خون کا بھی بندوبست ہو گیا لائیلہ بھی ہوش میں ہے اب خطرے کی کوئی بات نہیں۔" ممی نے مسکرا کر کہتے ہوئے اس کے شانے تھپکے تھے۔

"تھینکس گاڈ۔" اس نے بے اختیار سکھ کا سانس بھرا تھا۔

"بہت مشکور ہوں میں بیٹے تمہاری یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ممکن ہوا تمہارے انکل کو فون کر کے میں تو مایوس ہو بیٹھی تھی۔" ممی نے بھیگی آواز میں کہتے آنکھیں پونچھ کر تشکر سے اسے دیکھا تو ہمایوں خفیف سا ہو گیا۔

"کم آن آنٹی یہ اللہ کی مہربانی ہے ورنہ میں کیا میری اوقات کیا شکر ہے کہ آپ جس ہوسپٹل میں آئیں وہاں میرا دوست ڈاکٹر ہے بس اللہ نے مدد کی۔" ان کے ہاتھ تھپک کر کہتے وہ نرمی سے مسکرایا تو ممی تائید میں سر ہلانے لگیں وہ ان کے ساتھ ہی اندر آیا تھا، بلیو جینز پہ پنک شرٹ اور بلیو کوٹ بازو پہ ڈالے اس کی سحر انگیز شخصیت کا چارم بے حد نمایاں تھا، لائیلہ کی اٹھی ہوئی نگاہ واپس پلٹنے سے انکاری ہو گئی۔

ممی کاٹ میں سویا گل گوتھنا سا بچہ اسے تھماتے ہوئے مسکرا کر کچھ کہہ رہی تھیں، جواباً وہ بھی مسکرایا تھا اور جھک کر بچے کو پیار کرنے لگا اس نے ہمایوں کو یوں پہلی بار اتنا خوش ہوتے دیکھا تو ایک آسودگی ایک طمانیت اس کے اندر تک سرائیت کرتی چلی گئی۔

"بہت خوش ہیں آپ۔" اس کی طرف سے ایک خاص نگاہ تک نہ پا کر بھی وہ از خود اسے مخاطب کر گئی تو ہمایوں اسے دیکھ کر بھرپور انداز میں مسکرایا تھا۔

"ہوں۔" بہت عجیب انداز تھا اس کا لائیلہ ٹھنڈا سانس بھر کے نگاہ کا زاویہ بدل گئی۔

وہ کبھی ویسا نہیں بن سکتا تھا جیسا اس نے چاہ کی تھی وہ التفات وہ توجہ اور محبت جانے علیشاہ کا ہی نصیب ٹھہرنا تھا اگر وہ نہیں تو کسی اور کے لئے کچھ بھی نہیں اس کے گلے میں کچھ اٹکنے لگا موت کی آخری حد تک کو چھو آئی تھی وہ اس ایک شخص کی خاطر صرف اسے وہ من چاہی خوشی دینے کی خاطر ورنہ جتنی محبت اسے خود سے تھی خود کو کانٹا چبھنے کی بھی تکلیف دینا اسے گوارہ نہیں تھا۔

"تھینکس تو کہہ ہی سکتے ہیں مبارک باد کے دو لفظ تو شاید آپ کو وصول کرنا ہیں دینا نہیں۔" اس کا آنچ دیتا لہجہ اور بھیگی ہوتی آنکھیں ہمایوں کو چونکا کے رکھ گئیں اس کا غصے کی زیادتی سے لو دیتا تمتماتا چہرا دیکھ کر اس نے لب بھینچے تھے۔

"تھینکس فار واٹ تم نے کون سا انوکھا کام کیا ہے ایسا کیا احسان کر دیا مجھ پہ دنیا بھر کی عورتیں یہی سب کچھ کرتی آئی ہیں کر رہی ہیں کرتی رہیں گی تم نے کوئی ہل نہیں جوتے ہیں میرے لئے کہ میں خوا مخواہ متاثر ہوتا پھروں۔" اس کا لہجہ انتہائی کڑوا زہر سے بھی برا تھا لائیلہ ایکدم چپ سی ہو کر اسے دیکھنے لگی، شکست خوردہ سے انداز میں لب کچلتی وہ منہ پھیر کر اپنے آنسو چھپا گئی اس کے بہتے ہوئے آنسوؤں کی پرواہ کیئے بغیر وہ جھک کر ایک بار پھر بچے کو پیار کرنے لگا تھا۔

ہمایوں مزید وہاں رکنا نہیں چاہتا تھا مگر لائیلہ کو وہاں ممی اور ملازمہ کے ساتھ تنہا چھوڑنا بھی نہیں چاہتا تھا لائیلہ ابھی ہوسپٹل میں ہی ایڈمٹ تھی اور وہ اس مخمصے میں تھا جب اس کی مشکل شیخ حسام الدین کی آمد سے قدرے سہل ہو گئی نواسے کی پیدائش پہ وہ جتنے خوش تھے بیٹی کی طرف سے پچھلے دنوں برتی جانے والی اپنی بے اعتنائی و لاتعلقی پہ اس قدر خفیف، اس کا نام کیا رکھا بچے کو اٹھا کر چومتے ہوئے انہوں نے لائیلہ سے سوال کیا تھا۔

"عباس، ہمایوں نے خود رکھا ہے۔" ممی نے جواب دیا تھا جبکہ لائیلہ آنکھیں موندے پڑی رہی تھی۔

"عباس یعنی بپھرا ہوا شیر۔" ہمایوں محبت پاش نظروں سے بچے کو دیکھتا ہوا مسکرایا تھا۔

"بہت اچھا نام ہے۔" شیخ حسام الدین نے اس کی تائید میں سر ہلایا۔

"اب کیسا محسوس کر رہی ہو تم۔" جاتے سمے وہ محض پل کے پل اس کے پاس رکا تھا اس روز کی تلخ کلامی کے بعد دونوں کے درمیان یہ پہلی براہ راست بات چیت تھی لائیلہ نے آنکھیں کھول کر اسے ایک نگاہ دیکھا تھا اور کچھ کہے بغیر محض سر ہلا دیا۔

"اپنا اور خاص طور پر میرے بیٹے کا خیال رکھنا اور ہاں جیسے ہی طبیعت بہتر ہو گھر آ جانا میں مزید تمہیں کہیں اور رہنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔" اپنی بات مکمل کر کے وہ رکا نہیں تھا پر اعتماد مضبوط قدموں سے چلتا کمرے سے باہر نکل گیا دو آنسو بہت خاموشی سے لائیلہ کی آنکھوں سے بکھر کر بالوں میں جذب ہوئے تھے شاید میں تمہیں کبھی بھی مکمل طور پہ حاصل نہیں کر سکتی اس کے اندر موجود یاسیت گہری ہوتی چلی گئی۔

گو کہ طبیعت کے سنبھلتے ہی وہ ضد کر کے واپس کراچی آ گئی تھی وہ کسی حد تک ٹھیک تو ہو گئی تھی مگر ڈاکٹرز نے بہت سی ہدایات ساتھ کر دی تھیں ہمایوں اس کی آمد کی خبر پا کر بھی ملنے نہیں آ سکا جن کیسز پہ وہ کام کر رہا تھا وہ بہت محنت طلب اور جانفشانی کا کام تھا ایک پل کی بھی فرصت نصیب نہیں تھی لیکن جس روز لائیلہ نے چلہ نہایا اس روز ہمایوں عمر ہمدانی کو ابھی ایک طویل عرصے بعد فراغت نصیب ہوئی تھی جبھی سب سے پہلے عباس کا خیال آیا تو اسے ملنے چلا آیا مگر وہاں پہنچتے ہی اسے ساتھ چلنے کا کہہ دیا، بلیو کامدانی ساڑھی میں اس کی بے داغ صبیح رنگت بے حد اجلی اور نکھری ہوئی محسوس ہوئی تھی اس کے اس فیصلے کے پیچھے کون سا جذبہ کارفرما تھا لائیلہ بہت اچھی طرح جانتی تھی جبھی ان نگاہوں کی گہرائی اور تپش کو محسوس کر کے بھی اس کے اندر کوئی ہلچل نہیں ہوئی۔

"سنا نہیں تم نے کیا کہہ رہا ہوں میں۔" اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر اسے یکایک غصہ آیا تو اس پہ پھنکارتی ہوئی نگاہ ڈال کر بولا تھا۔

"ابھی میں کہیں نہیں جا رہی ہوں۔"

"سنو لائیلہ وہ غرایا بچے کے گردان اپ ہونے کے بعد تم کہیں اور نہیں رہو گی چاہے وہ تمہاری ماں کا گھر ہو یا باپ کا بہت رعایت دے رکھی تھی میں نے تمہیں مزید ایک پل بھی نہیں۔" اس کے تند لہجے میں قطعی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

"پریگننسی کی خبر کے بعد تو مجھے لاوارثوں کی طرح چھوڑ دیا تھا آپ نے تب آپ کی یہ غیرت......"

"شٹ اپ اس قسم کے فضول شکوہ شکایت گھر جا کے کر لینا ابھی میرے پاس بالکل وقت نہیں۔" اشتعال آمیز لہجے میں کہتا وہ لائیلہ کو بے بس سا کر گیا وہ شدید غصے میں اٹھی تھی اور پیکنگ کرتے ہوئے بھیگی آنکھیں رگڑنے لگی جبکہ

ہمایوں عباس کی سمت متوجہ ہو گیا تھا جو بے بی پنک خوبصورت سی نیکر شرٹ میں ہاتھ پیر چلا کر کلکاریاں مار رہا تھا۔

''بیٹا ابھی لائیلہ کو یہیں رہنے دیتے میجر آپریشن کی وجہ سے ڈاکٹر نے بہت احتیاط بتائی ہے۔'' اسے جانے کو تیار دیکھ کر ممی نے دبے دبے لہجے میں کہا تھا۔

''یہ آپ مجھ سے نہیں ان سے پوچھیں۔'' لائیلہ بھرائی ہوئی آواز میں کہتی جھٹکے سے مڑ گئی، ہمایوں بے نیازی کا تاثر دیتا سیل فون پہ نمبر پش کرتا سگریٹ کے کش لیتا رہا ممی گہرا سانس کھینچ کر رہ گئیں۔

عباس کو فیڈ کرانے کے بعد وہ سلا چکی تھی جمال، عادت کے مطابق گنگناتا ہوا کچن صاف کر رہا تھا لائیلہ نے کسی کتاب کے مطالعے میں مگن ہمایوں کو دیکھا تھا اور عباس کو یونہی کندھے سے لگائے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''دوسرے کمرے میں جانے کی ضرورت نہیں عباس کو کاٹ میں لٹانے کے بعد یہاں آؤ۔'' وہ اسے جتنا مگن اور بے خبر سمجھی تھی وہ اتنا بے خبر اور لاتعلق ہرگز نہیں تھا، وہ لمحوں میں سرد پڑ گئی تھی اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کر پائی یہاں تک کہ ہمایوں نے اٹھ کر اس کے بازو کے گھیرے سے عباس کو نرمی سے لے کر نہایت احتیاط سمیت کاٹ میں لٹا دیا تھا جس پل وہ اس کی سمت پلٹا اس کے لبوں پہ بہت جاندار مسکراہٹ تھی۔

''تم کیا سمجھتی تھیں کہ ایک بچے کا باپ بننے کے بعد میں اپنی وہ توہین فراموش کر چکا ہوں جو تمہاری فضول گوئی سے میں نے اٹھائی تھی تو محترمہ لائیلہ حسام الدین ایسا نہیں ہے سر پکڑ کر روؤ گی تم۔'' اسے بیڈ پہ دھکا دیتے ہوئے وہ اس قدر سفاکی سے بولا تھا کہ لائیلہ اف تک نہ کر سکی۔

ہمایوں کا رویہ جیسا بھی تھا یہ ضرور تھا کہ اب لائیلہ اس قدر ہرٹ نہیں ہوتی تھی اس نے جیسے اس سزا سے سمجھوتہ کر لیا تھا مگر اس کے باوجود کبھی کبھار اپنی تذلیل کا احساس بہت سوا ہو جاتا عباس کے چھوٹے موٹے لاتعداد کام تھے جنہیں سارا دن انجام دیتی وہ اتنا تھک جاتی کہ اپنی طرف توجہ دینے کا وقت ہی نہیں مل پاتا پھر ایسے میں گھر کے کام بھی اسے انجام دینا پڑتے کہ جمال اپنی بہن کی شادی کے سلسلے میں ملتان چلا گیا تھا ہمایوں کے ناگواری سمیت اس کے حلیے پہ تنقید کرنے پہ اس روز بہت دنوں بعد اس نے آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنا جائزہ لیا تو ہمایوں کی ناگواری اسے کچھ ایسی غلط بھی محسوس نہ ہوئی الجھے ہوئے بالوں بے رونق چہرے اور شکن آلود لباس میں وہ ہرگز وہ لائیلہ نہیں تھی جس کی نفاست اور غضب کی ڈریسنگ کی مثال دی جا سکتی تھی گاؤں سے اماں اس کے گھر آنے کی نوید سن کر آئی تھیں اور پورے پندرہ دن اس کے ساتھ رہیں اسے ہمایوں اور عباس کے لئے جتنا خیال رکھنے والی محسوس ہوئی اپنے لئے اس قدر غفلت برتتی نظر آئی ہمایوں کو صبح تیار ہونے میں مدد دینا ناشتہ تیار کرنا ایسے میں اگر عباس اٹھ جاتا تو پھر اس بھاگ دوڑ میں بوکھلاہٹ بھی در آتی جبھی وہ جانے سے قبل اس کی طرف سے اپنا اطمینان کرنے کے ساتھ اسے اپنا خیال رکھنے کی تاکید کرنا نہیں بھولی تھیں۔

''بیٹا بیوی کتنی ہی خوبصورت سلیقہ مند اور پڑھی لکھی کیوں نہ ہو مرد کی فطرت ہے کہ وہ اسے صاف ستھرا اور تیار دیکھنا ہی پسند کرتا ہے تم باقی ہر لحاظ سے ٹھیک ہو مگر ہاں اپنا خیال نہیں رکھتیں یہ بہت غلط محسوس ہوتا ہے۔'' اور اس کے لبوں پہ

زہر خند پھیل گیا تھا وہ انہیں نہیں بتا سکی تھی کہ ان کا بیٹا اس کی خوبصورتی حسن اور تعلیم سے کیا متاثر ہوتا وہ تو بس ایک ضد اور غرور میں اس سے اپنا انتقام پورا کر رہا تھا مگر وہ کچھ بولی نہیں تھی کہ کبھی ایک کہی بات کی جو سزا اس نے بھگتی تھی اس کا ملال ابھی تک قائم تھا۔

عباس صرف چھ ماہ کا تھا جب ایک بار پھر اس کی طبیعت گری گری رہنے لگی مگر اس کے گمان تک نہ تھا اس کی وجہ اس کی پریگنینسی ہو سکتی ہے عباس کو سلا کر وہ کچن میں آ کر برتن دھونے لگی تھی جب اچانک اس کا سر زور سے چکرایا خود کو سنبھالنے کی کوشش میں بھی وہ گر سی گئی آنکھوں تلے چھائے اندھیروں نے اسے بوکھلا کے رکھ دیا کچھ دیر وہیں بیٹھی ہاتھوں میں سر تھامے وہ خود کو سنبھالنے کی سعی کرتی رہی تھی مگر طبیعت بجائے سنبھلنے کے بگڑنے لگی تو کسی نہ کسی طرح سے خود کو گھسیٹ کر وہ بے دم سے انداز میں آ کر بیڈ پہ ڈھے سی گئی ہمایوں ابھی کچھ دیر پہلے ہی نکلا تھا جبکہ عباس ابھی سو رہا تھا شام تک وہ بستر سے اٹھنے کی ہمت کرتی رہی مگر کامیابی نہیں ہوئی مگر جب عباس نے رو رو کر حلق پھاڑنا شروع کیا تب اس نے بہت کوشش کرتے ہوئے اٹھ کر پہلے اس کا پیمپر چینج کیا تھا پھر کپڑے بدلا کر فیڈ کرانے کے بعد سلا دیا جمال ابھی تک نہیں آیا تھا یہی وجہ تھی کہ سارے کام یونہی پڑے نہ تھے کھانا بنا تھا نہ گھر کی صفائی ہمایوں آیا تب بھی گیٹ کھولنے کے بعد وہ چپ چاپ آ کر لاؤنج کے صوفے پہ لیٹ گئی۔

''ایسے کون سے ہل جوتے ہیں دن بھر تم نے کہ اب یوں بے حال پڑی اینٹھ رہی ہو گھر کی حالت دیکھی ہے۔'' اس کا جی بری طرح متلا رہا تھا جب ہمایوں عباس کو بازوؤں میں لئے اس کے سر پہ پہنچ کر غرایا لائیلہ نے جواب میں کچھ کہنے کی بجائے نم پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا ہمایوں جو اسے غصے بھری نگاہوں سے گھور رہا تھا زور سے چونکا بے بس سی لاچار نگاہیں چہرے پہ پھیلی زردیاں آنکھوں تلے حلقے محض چند گھنٹوں میں وہ جیسے نچڑ کر رہ گئی تھی۔

''کیا ہوا طبیعت ٹھیک نہیں؟'' اس کا لہجہ قدرے دھیما ہوتا نرم پڑ گیا ہمدردی کے اس مظاہرے پہ لائیلہ کی آنکھیں سرعت سے بھیگی تھیں اور بے بسی کے مظہر آنسو گالوں پہ بہتے چلے گئے۔

''پتہ نہیں کیا ہوا ہے سر چکرا رہا ہے بہت کوشش کی اٹھنے کی مگر۔'' ہاتھ کی پشت سے آنسو پونچھتے ہوئے وہ نقاہت سے بھرپور آواز میں بتانے لگی جبکہ ہمایوں اچھا خاصا چونکا تھا۔

''چکر آ رہے تھے اور وومیٹنگ بھی ہوتی رہی۔'' یکا یک اس کے متفکر چہرے پہ جوش سا پیدا ہوا رنگت سرخ پڑ گئی لائیلہ نے قدرے حیرانگی سمیت اس کا یہ تاثر دیکھا۔

''اوہ تم مجھے فون کر دیتی میں گھر آ جاتا۔'' وہ نرمی سے کہتا اسے ششدر کر گیا۔

''ون اے منٹ میں ڈاکٹر کو فون کر کے گھر بلاتا ہوں ڈونٹ وری تم ابھی بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔'' اسے تسلی دیتا ہوا سیل فون جیب سے نکال کر عباس کو سنبھالتا نمبر پش کرنے لگا۔

ڈاکٹر چیک اپ کے بعد ہمایوں کے من چاہی نوید سنا کر رخصت ہو چکا تھا جبکہ لائیلہ اس غیر متوقع انکشاف پہ جیسے پل بھر میں سرد پڑ گئی تھی صدمے سے گنگ وہ کتنی ہی دیر تک کچھ بولنے کے قابل نہ رہی جبکہ ہمایوں اس کے برعکس بہت مطمئن شاداں اور خوش دکھائی دیتا خوب چہک رہا تھا لائیلہ کے گم صم انداز کو دیکھتے ہوئے اس کی

آنکھوں میں شرارت ناچی تھی۔

''ہیلو کیا محسوس کر رہی۔'' اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجا کر توجہ حاصل کرتا ہوا وہ جیسے بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال چکا تھا۔

''تت...... تم نے تم مجھے۔'' وہ بپھرے ہوئے انداز میں اس پہ جھپٹتی بے ربط سی ہو کر انتہائی بے بسی سے پھپھک کے روئی تھی تو ہمایوں کے لودیتے مسکراتے چہرے پہ خفگی و رعونت کا تاثر چھلکا تھا اور آنکھوں سے چنگاریاں سی نکلنے لگیں۔

''بند کرو یہ رونا دھونا خوشی کے موقع پہ آنسو بہا کر نحوست مت پھیلاؤ کوئی ہمدردی نہیں ہے مجھے تم سے سو اس قسم کی فضول حرکت سے تم میری توجہ حاصل کرنے میں ناکام رہو گی اور ہاں آج سے دوسرے بیڈ روم میں شفٹ ہو جانا تمہاری اور عباس کی وجہ سے بہت ڈسٹربنس ہوتی ہے مجھے۔'' اس کے حراساں اور پریشان چہرے پہ نگاہ ڈالتا وہ اسقدر تضحیک آمیز لہجے میں بولا کہ لائیلہ رونا بھول کر اسے دیکھنے لگی جبکہ وہ جھٹکے سے پلٹ کر باہر چلا گیا تھا یہ کوئی نیا آرڈر نہیں تھا یہ کوئی پہلی بار ایسا نہیں کہا تھا اس نے کہ وہ ہرٹ ہوتی، وہ اپنی تذلیل محسوس کر کے بلکتی ایسا پہلے بھی ہو چکا تھا مگر اس کے باوجود اسے بہت تکلیف ہوئی تھی اس کے باوجود وہ بلک کر رو رہی تھی۔

لائیلہ کے اندر عجب سناٹے اتر آئے تھے ہمایوں کا رویہ چیخ کر یہ اعلان کرتا نظر آتا کہ اس کے دل میں لائیلہ کے لئے کبھی محبت نہیں جاگ سکتی ایک ذرا سی بات جو اس کے لئے تو ذرا سی ہی تھی، کو سینے سے لگائے وہ اسقدر کینہ پر اتر آیا تھا وہ ایک بار پھر اسی عذاب میں مبتلا تھی طبیعت کی خرابی کے باعث ان چند دنوں میں ہی وہ سرسوں کے پھول کی مانند زرد اور کمزور ہو چکی تھی، طبیعت کی اس گرانی کے باعث عباس بھی اس کی عدم توجہی کا شکار تھا اس پہ ممی کو جب اس کی دوبارہ سے پریگننسی کا پتہ چلا تو الٹا اسے جھاڑ کے رکھ دیا۔

''دماغ خراب ہے تمہارا اتنی جلدی دوبارہ مائی گڈنیس لائیلہ تمہیں کیا ہو گیا ہے اتنی لاپرواہ کب سے ہو گئیں تم۔'' لائیلہ کچھ کہنے کی بجائے زارو قطار رونا شروع کر چکی تھی وہ اپنی خطا ممی سے بھی نہیں کہہ سکتی تھی پتہ نہیں ان کا ردعمل کیا ہوتا ہمایوں کو اتنا غصہ تھا کہ وہ اسے مخاطب کرنے پہ تیار نہیں تھا اس بری طرح سے اس کی تذلیل کر رہا تھا تو ممی پتہ نہیں سن کر کیا کہتی اگر اسے ہی قصوروار ٹھہرا کر لتاڑنا شروع کر دیتیں تب اسے زیادہ دکھ ہوتا عباس ابھی اتنا چھوٹا ہے اس تمہاری مکمل توجہ کی ضرورت ہے تمہیں پھر سے اس مصیبت میں پڑنے کی تمہیں کیا جلدی تھی یہ لوئر مڈل کلاس طبقہ کے مرد عجیب سائیکی رکھتے ہیں بیوی کے روپ میں انہیں بچے پیدا کرنے والی مشین چاہیے ہوتی ہے مگر بیٹے تم کیوں اس سے اتنا دب گئیں محبت کی ہے تم نے اس سے بیاہ نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اسے یوں......'' بے بسی سے آنسو بہاتے دیکھ کر انہیں اس پہ بیک وقت غصہ بھی آ رہا اور رحم بھی لائیلہ جواب میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھی عباس نیند سے اٹھ کر رویا تب وہ بوکھلا کر تیزی سے اٹھی تھی ممی اسے تاسف بھری نگاہوں سے دیکھ کر رہ گئیں۔

''ایسا کون سا روگ لگ گیا ہے کہ اس طرح ہر وقت ماتمی حالت بنائے رکھتی ہو کس چیز کی کمی ہے تمہیں جو رونی صورت بنا کر لوگوں کی ہمدردی بٹورنے کا شوق پیدا ہو گیا ہے۔'' ممی بیٹی کی حالت دیکھ کر تڑپ گئیں تھیں اور فون پہ ہمایوں کی اچھی خاصی کلاس لے ڈالی تھی جس کے نتیجے میں اس شام وہ اچھا خاصا بھرا ہوا اس کے سامنے آ کر کسی بم کی طرح بلاسٹ ہوا تھا لائیلہ کچھ دیر پہلے ہی کھانا بنا کر کمرے میں آئی تھی عباس کو تھپک کر سلاتی وہ جانے کس سوچ میں الجھی بیٹھی تھی جب اس کی آواز پہ ہڑبڑا کر متوجہ ہوئی بلیک جینز پہ ہاف سلیولیس گرے کلر کی ٹی شرٹ پہنے اس کی دراز قامت اور قابل رشک جسامت بے حد نمایاں تھی چہرا فریش شیو کی نیلاہٹ سمیت ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا اس نے گہرا سانس کھینچ کر سر جھکا لیا اس کے برعکس وہ خود کیا نظر آ رہی تھی تھکا ماندا وجود شکن آلود میلا لباس اور الجھے ہوئے بال اسے کسی ملازمہ کا سا روپ بخش چکے تھے دودھ پھل گوشت فریج بھرا رہتا ہے انواع اقسام کی نعمتوں سے۔

''لائیلہ وہ سب کچھ تمہارے استعمال کے لئے ہی لاتا ہوں۔'' اس کے متورم چہرے اور سرخ آنکھوں کو نگاہوں کی زد پہ رکھتا ہوا وہ جیسے زچ ہو کر بولا تھا۔

''کیوں فکر مند ہو رہے ہیں اتنا، میرا جتنا خیال آپ کو ہے بہت اچھی طرح سے آگاہ ہوں اپنے بچے کی فکر میں ہلکان ہو رہے ہیں مگر بے فکر رہئے وہ صرف آپ کا ہی نہیں میرا بھی کچھ لگتا ہے جو بھی سہنا ہو گا اپنی جان پہ سہہ کر اسے کچھ نہیں ہونے دوں گی۔'' اس کی آواز پہ آنسوؤں کی نمی غالب آئی تو لب بھینچتی رخ پھیر گئی ہمایوں خاموش نگاہوں سمیت کچھ دیر اسے دیکھتے رہنے کے بعد جھٹکے سے مڑ کر چلا گیا اس کے آنسو کچھ اور روانی سے گالوں پہ بہنے لگے۔

اماں بھی خاصی حیران ہوئی تھیں اس کی حالت کے متعلق جان کر مگر ممی کی طرح انہوں نے منہ سے کچھ کہا نہیں تھا شاید وہ کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں تھیں جہاندیدہ تھیں اس روز جو بات ہوئی تھی ان کے سامنے کی تھی کہا تو کچھ نہیں البتہ ٹھنڈا سانس ضرور بھر کے رہ گئیں لائیلہ کو انہوں نے خصوصی طور پہ اپنا خیال رکھنے کی تاکید کی تھی، ہاں یہ ضرور کیا کہ وہ ہر ہفتہ پندرہ دن بعد اس کے پاس چکر لگاتیں تو تین چار دن ضرور اس کے پاس قیام کرتیں ایسے میں ہمایوں سخت جز بز ہوتا کہ ان کے قیام کے دوران اسے لائیلہ کو اپنے روم میں برداشت کرنا پڑتا تھا لائیلہ کو تو اتنی توہین محسوس ہوئی تھی کہ وہ اس کے کمرے میں جانا ہی نہیں چاہتی تھی جب دل میں گنجائش نہیں تھی تو پھر اس ظاہری بھرم کو قائم رکھنے کی بھی کیا ضرورت تھی یہ بات وہ سوچ سکتی تھی کہنا نہیں چاہتی تھی اسی طرح یہ بے کیف اور اکتا دینے والے دن ایک ایک کر کے گزرتے چلے گئے ہمایوں کی مصروفیت کا وہی عالم تھا یہاں تک کہ ڈاکٹر نے جو ڈیٹ ڈلیوری کے لئے لائیلہ کو دی تھی اس روز بھی وہ گھر پہ نہیں تھا اس کی طبیعت خراب ہوتی دیکھ کر جمال نے ہی گھبرا کر ہر طرف فون کیئے تھے ہمایوں کو فون کرنے کے آدھ گھنٹے بعد وہ پہنچ سکا تھا تب تک لائیلہ کی حالت غیر ہو چکی تھی جمال کو بچے کا خیال رکھنے کی تاکید کرتا ہوا وہ لائیلہ کے حواس گنواتے وجود کو بازوؤں میں بھرے پورچ کی جانب دوڑا تھا آپریشن تھیٹر میں شیشے کے پار زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا لائیلہ کو دیکھتے پہلی بار اس انتہا کی شدت پسند نازک و کومل سی لائیلہ پہ رحم آیا تھا سیزیرین کے بعد اس نے ایک اور صحت مند اور اور خوبصورت بچے کو جنم دیا اور خود اگلے کئی گھنٹوں تک بے سدھ غافل پڑی رہی ڈاکٹرز اور نرس کی مبارک باد وصول کرتے ہوئے اس کے لبوں پہ وہ خوشی چمک اور سرشاری سی مسکراہٹ نہ کھل سکی جو عباس کی پیدائش پہ اس کے لبوں کی زینت بنی تھی گاؤں سے اماں کے ساتھ بابا جبکہ لائیلہ کی ممی

بھی اس عرصے میں پہنچ چکی تھیں اگلے دن وہ ڈیوٹی سے سیدھا ہوسپٹل آیا تو لائیلہ نہ صرف ہوش میں تھی بلکہ پہلو میں لیٹے گل گوتھنے سے سرخ وسفید روئی کے گالے جیسے بچے کو ممتا بھری نگاہوں سے دیکھتی مسکرا رہی تھی چہرے پہ موجود نقاہت اور زردی اس کی شدید تکلیف کی گواہ تھی وہ اس زاویئے پہ ساکن ہوا تھا اس کی نگاہوں کی تپش پہ ہی لائیلہ نے نگاہ اٹھائی تھی اسے یوں متحیر یک ٹک اپنی سمت دیکھتا پا کر اس کی پلکیں جھک سی گئی تھیں۔

''تھینکس تمہیں شکایت تھی کہ میں نے پچھلی بار تمہیں شکریہ بھی نہیں کہا۔'' جھک کر بچے کو اس کے پہلو سے لیتا ہوا وہ سرگوشی سے ذرا بلند لہجے میں گویا ہوا تھا۔

''اب اس کی ضرورت نہیں ہے بھلے یہ تکلف نہ بھی کریں۔'' وقت گزرنے کے ساتھ احساسات پہ بے حسی کی برف گرتی ہے تو جذبے اپنی موت مر جاتے ہیں تب الفاظ کھوکھلے اور بے جان ہو کر اپنی اہمیت کھو دیتے ہیں، اس پہ سپاٹ نظریں جمائے وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی اسے ششدر کر گئی اس سے قبل کہ وہ جواب میں کچھ کہتا اماں عباس کو گود میں لئے ممی کے ساتھ کچھ بات کرتیں اندر چلی آئیں، ہمایوں گہرا سانس کھینچ کر رہ گیا کہ اب کچھ کہنا ممکن کہاں رہا تھا۔

ہوسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے بعد ممی اور اماں ساتھ ہی گھر آئی تھیں اماں اس کی سہولت کے خیال سے دو مہینے رہیں واپس جانے سے قبل ممی کو فون کرنا نہیں بھولیں یوں ان کے جانے سے پہلے ممی آ گئیں تھیں ہمایوں صبح اور رات کو آتے جاتے بس کھڑے کھڑے دو گھڑی کو آتا بھی تو ممی کی موجودگی میں کوئی بات کرنے کا بس سوچ کر رہ جاتا یونہی دن گزر رہے تھے کہ ایک دن ممی نے خاص طور پہ بلا کر گویا اطلاعی انداز میں آگاہ کیا تھا۔

''لائیلہ کو میں کچھ دنوں کے لئے ساتھ لے جا رہی ہوں بیٹے اتنے چھوٹے بچوں کو تنہا سنبھالنا ابھی اس کے لئے بہت دشوار ہے پھر اس کی اپنی طبیعت بھی اچھی نہیں۔''

''مگر آنٹی یہ چند دنوں کی بات نہیں ہے یہ کام جب اس کا ہے تو اسے کرنا ہی ہے طبیعت اچھی نہیں ہے آپ فکر نہ کریں بچوں کے لئے میں گورنس کا انتظام کر لیتا ہوں گھر کے کام کاج کے لئے جمال ہے۔'' لائیلہ کی نگاہوں کے خوف اور التجا کو اگنور کرتے ہوئے وہ بہت روڈ سے لہجے میں بات کر رہا تھا ممی کے بے حد اصرار پہ بھی جب اس کی ناہاں میں نہیں بدلی تو لائیلہ کا چہرا مایوس اور بے بسی کے احساس سمیت بالکل بجھ سا گیا آنسو چھپانے کی غرض سے وہ سرعت سے وہاں سے اٹھ گئی تھی مگر جب ممی واپس جا رہی تھیں تب وہ خود کو ان سے لپٹ کر گھٹ گھٹ کے رونے سے کسی طرح بھی روک نہ پائی۔

''تمہارا ہی قصور ہے کہ وہ دو ٹکے کا انسان آج ہمارے منہ کو آ رہا ہے اتنا سر چڑھایا ہے تم نے اسے مائی گاڈ لہجہ کس قدر گستاخ ہے اس لڑکے کا انداز میں کیسی ہانت ٹپکتی ہے، مجھے تو اتنا غصہ آیا کہ حد نہیں صرف تمہارا لحاظ کر کے چپ رہی۔'' مما کا اشتعال اس انداز میں ظاہر ہوا تھا لائیلہ ہچکیاں بھرتے ہوئے بھیگے گال رگڑ کر صاف کرتی مجرموں کی طرح سر جھکائے رہی۔

وہ بے چین ہونے کے ساتھ خائف بھی ہوتی رہی تھی دو بچوں کو تنہا سنبھالنا اسے پہاڑ سر کرنے کے مترادف محسوس ہوا تھا پوری رات نہ صرف جاگتے بلکہ ایک پل کو بھی ٹکنا نصیب نہیں ہوا تھا ایک کو سلاتی تو دوسرا جاگ جاتا اسے سنبھالتی تو پہلا کوئی مسئلہ کھڑا کر دیتا فجر کے بعد کہیں جا کے دونوں سوئے تب وہ بھی نڈھال سے انداز میں بستر پہ گری تھی نیند پوری طرح اس کے اعصاب پہ طاری بھی نہیں ہوئی تھی جب وہ ہڑبڑا کر اٹھی تھی اسے یاد آیا رات جمال کو بہت تیز بخار تھا یقیناً اب وہ ہمایوں کے لئے ناشتہ تیار کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا بکھرے بالوں کو سمیٹتی وہ اٹھ کر دوپٹہ اوڑھتی کمرے سے نکل گئی ہمایوں کی آنکھ دیر سے کھلی تھی عجلت بھرے انداز میں تیار ہو کر وہ سیل فون پہ نمبر پش کرتا اپنے دھیان میں باہر آیا تھا جب کچن سے ناشتے کی ٹرے اٹھائے باہر آتی لائیلہ پہ نگاہ پڑی، سرخ سوٹ میں دہک کر انگارہ ہوتی آنکھیں جن سے نیند کا خمار چھلک کر ان کی سحر انگیزی کو کچھ اور نکھار رہا تھا دلکشی سے بھرپور نازک سراپا اور بے داغ دودھیا اجلی رنگت ماں بننے کے بعد اس کی خوبصورتی میں گراں قدر اضافہ ہوا تھا یا پھر اس نے ہی پہلی بار اسے ان نگاہوں سے دیکھا تھا کچھ بھی تھا اس کی اٹھی ہوئی نگاہ پلٹنے سے انکاری ہو گئی تھی ٹرے ٹیبل پہ رکھتے ہوئے لائیلہ نے خود کو مسلسل نگاہوں کے حصار میں محسوس کیا تو بے ساختہ نظر اٹھائی تھی اسے یوں ماحول سے بیگانہ اپنی سمت دیکھتے پا کر وہ ٹھٹھک گئی تھی سرک کر شانے میں جھولتے دوپٹے کو اچھی طرح پھیلاتے ہوئے وہ کوئی تاثر دیئے بغیر ناشتے کے لوازمات ٹیبل پہ چننے لگی ناشتہ کر کے جائیں اس کے پاس سے ہو کر کمرے کی طرف جاتی وہ اسے دیکھے بغیر مخاطب کر چکی تھی۔

''سنو۔'' ہمایوں بلاوجہ ہی اسے پکار بیٹھا تھا۔

''جی۔'' لائیلہ نے قدرے حیران ہو کر اسے دیکھا تھا۔

''یہاں بیٹھو مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے۔'' کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے وہ اسے بہت نارمل نظر آیا تھا۔

''میں ایسے ہی ٹھیک ہوں آپ کہیے جو کہنا چاہتے ہیں۔'' اس کا لہجہ ہنوز تھا ہمایوں نے ابرو اچکا کر سرد سی نگاہوں سمیت اسے دیکھا تھا پھر چائے کا کپ پٹختے ہوئے ایک جھٹکے سے اٹھ گیا۔

''کچھ نہیں کہنا مجھے۔'' اس پہ جھک کر بھرپور تلخی سے کہتا پاؤں پٹختا چلا گیا تو لائیلہ لب بھینچے اس کے یکایک خراب ہونے والے موڈ کی وجہ سوچنے لگی۔

''عبداللہ سو جائے تو میری بات سن لینا۔'' عباس شام سے اس کے پاس ہی تھا لائیلہ اپنے کمرے میں تھی جب وہ سوئے ہوئے عباس کو بیڈ پہ لٹاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا تھا لائیلہ نے قدرے چونک کر اس کے چہرے کو دیکھا جہاں کوئی خاص تاثر نہیں تھا اس کے جانے کے بعد بھی وہ کتنی دیر اسی زاویئے پہ ساکن رہی تھی عبداللہ کے سونے کے بعد وہ یونہی بے حس و حرکت لیٹی رہی جانے کتنا وقت بیتا تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز پہ وہ اپنی جگہ اچھل سی گئی تھی، ہمایوں کو اندر آتے دیکھ کر اس نے سرعت سے نگاہ چرائی تھی دل جیسے سینے کی دیواریں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔

''عبداللہ سو گیا تھا تب بھی تم نہیں آئیں حالانکہ تم جانتی تھیں کہ میں تمہارا ویٹ کر رہا ہوں۔'' اس پہ نگاہ جماتے وہ خفیف سی خفگی سمیت گویا تھا لائیلہ نے دھک دھک کرتے دل کو سنبھال کر اسے دیکھا۔

''یہ وقت بھی آنا تھا ہمیں آپ کے پاس آنے کے لئے بچوں کے سونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔'' وہ یکایک موڈ بدل کر بھاری لہجے میں

کہتا مسکرا رہا تھا جبکہ اس کے برعکس لائیلہ کا رنگ فق ہوا تھا ہمایوں اس کے مقابل آیا اور ہاتھ بڑھا کر اسے خود سے قریب کرنا چاہا تو اس کے ساکن وجود میں تحریک پیدا ہوئی وہ جیسے بدک کر اس کی پہنچ سے دور ہوئی تھی۔

''نہیں نہیں پلیز ڈونٹ ٹچ می، مم...... میں مر جاؤں گی آپ کا انتقام پورا نہیں ہوگا مجھ پہ رحم کریں ہمایوں اپنے بچوں کی خاطر مجھے معاف کر دیں آپ کو میری ضرورت نہیں مگر ان بچوں کو ماں کی محبت اور توجہ سے محروم نہ کریں۔'' دہل کر مزید خود میں سمٹتی ہوئی وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی باقاعدہ منت پہ اتر آئی تو ہمایوں نے لب بھینچ کر خاموش مگر تپتی ہوئی نگاہوں سمیت دیکھا تھا۔

''فضول باتیں مت کرو لائیلہ تم کیا سمجھتی ہو کہ میں تمہیں......'' بات ادھوری چھوڑتے ہوئے اس نے ایک دم ہی اس کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا تھا لائیلہ نے اس کے چہرے پہ چھائی سختی کو متوحش چھلکتی نگاہوں سمیت دیکھا تھا۔

''اول تو ایسا کچھ نہیں اگر تم ایسا سمجھتی ہو تو یونہی سہی۔'' اس کا لہجہ اس قدر کٹھور بے رحم اور سفاک تھا کہ لائیلہ کو لب ہلانے کی بھی ہمت نہ رہی سسکی سی بھرتے ہوئے اس نے خود کو جیسے ایک بار پھر ہارتے محسوس کیا تھا۔

ہمایوں نے صرف کہا نہیں تھا اگلے چند دنوں میں واقعی گورنس کے ساتھ ساتھ جز وقتی ملازمہ کا بھی انتظام کر دیا کہ جمال ہمیشہ کے لئے ملتان جا چکا تھا اس کے باپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی گورنس کی وجہ سے لائیلہ کو واقعی بہت سہولت ہو گئی تھی مگر اس کے باوجود طبیعت پہ چھائی بے زاری کسلمندی اور جمود کسی طور ٹوٹنے میں نہیں آیا تھا، ممی ایک دو بار اس عرصے میں چکر لگا چکی تھیں تھا عین انہی دنوں ایک اور خبر اس کے اعصاب پہ بم بن کر گری پرانی حکومت ختم ہو گی تھی اور ایک گھمسان کا رن سا پڑ گیا سیاسی پارٹیوں میں افراتفری کا سا عالم تھا یوں تو سابقہ حکومت کے ہر عہدے دار کے چہرے پہ ہی تفکر نمایاں تھا مگر شیخ حسام الدین تو باقاعدہ بوکھلائے ہوئے تھے ان دنوں وہ ملک سے فرار ہونے کے چکروں میں تھے جب ہمایوں عمر ہمدانی جو ایک عرصے سے ان کے اس کیس پہ کام کر رہا تھا مگر ان کے اثر و رسوخ کی وجہ سے ہر بار ہی انہیں اندر کرنے کی خواہش دل میں دبا کر رہ جاتا اب جیسے اس کے سابقہ تمام کوششیں رنگ لائیں اور عین اس وقت اس نے انہیں ائیر پورٹ سے گرفتار کیا جب وہ ملک چھوڑ کر بھاگ رہے تھے لائیلہ نے سنا تو گم صم رہ گئی ہمایوں عمر ہمدانی کے اس کارنامے کو اخبارات نے بہت خراج پیش کیا تھا مگر لائیلہ کو اس کے اس اقدام کے پیچھے بھی خود سے نفرت اور بغاوت کا جذبہ کارفرما محسوس ہوا تھا جبھی وہ اس رات جب وہ واپس گھر آیا خود ہی اس کے سر پہ جا پہنچی تھی۔

''اپنے نام نہاد انتقام کی حدود مجھ تک رہنے دیتے تو اچھا تھا ایس پی ہمایوں عمر ہمدانی میرے بے گناہ بے قصور پاپا کو اس لپیٹ میں لینے کی تمہاری حرکت انتہائی گھٹیا اور نیچ ہے۔'' لال بھبھوکا چہرا اور دہکتی آنکھوں سمیت حلق کے بل چیخ کر کہتی وہ اس پل کسی اذیت اور بدگمانی میں مبتلا تھی۔

''ہمایوں عمر ہمدانی بہت اچھی طرح سے جانتا تھا تم کیا سمجھتی ہو کہ میں اس قدر پست سوچ کا مالک ہوں کہ......''

''شٹ اپ مجھے اب تمہاری کسی بات کا یقین نہیں۔'' دھونکنی کی مانند چلتی سانسوں سمیت وہ ہسٹریائی ہو کر چلائی تو ہمایوں کے دماغ میں انگارے سے سلگنے لگے تھے۔

جاؤ ورنہ......''

''ورنہ کیا ہاتھ اٹھاؤ گے مجھ پہ یا شوٹ کر دو گے۔'' اس کے مشتعل موڈ کی پرواہ کیئے بغیر اس کی سرد نگاہوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتی وہ پھنکار کر بولی تو ہمایوں کو خود پہ ضبط کرنا دشوار محسوس ہوا شعلہ بار نظروں سے اسے گھورتا وہ جھٹکے سے پلٹ کر چلا گیا لائیلہ وہیں گھٹنوں کے بل گر کر زار و قطار رونے لگی تھی۔

عبداللہ چار ماہ کا تھا جبکہ عباس اب چلنا شروع کر چکا تھا ایسے ہی بے زار اور اکتا دینے والے طویل دنوں میں ایک بار پھر اس بگڑتی ہوئی حالت کو اس بار سمجھنے میں اسے قطعی کسی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا آخر دو مرتبہ پہلے بھی وہ اس قسم کی کیفیت سے گزر چکی تھی یہ انکشاف اس کے کشیدہ اعصاب پہ بم بن کر گرا تھا جس وقت ہمایوں ڈیوٹی سے گھر لوٹا رو رو کر اس کی آنکھیں سوج چکی تھیں عباس سو رہا تھا جبکہ عبداللہ بستر پہ پاؤں پٹخ پٹخ کر رونے میں مصروف ہمایوں اسے یوں روتے دیکھ کر قدرے ٹھٹھکا تھا۔

''اب کیا ہوا۔'' بے تابی سے ہاتھ پیر پٹختے عبداللہ کو اٹھا کر پہلے گورنس کے حوالے کیا پھر تیوری چڑھا کر اسے دیکھا تھا۔

''میرا سر چکرا رہا ہے۔'' وہ اسے دیکھ کر جھٹکے سے کھڑی ہوئی اسے دھکا دے کر بھرائی ہوئی آواز میں چلائی تھی۔

''تو اس میں رونے کی کیا بات ہے تم کوئی میڈیسن لے لو۔'' وہ خاک نہیں سمجھا تھا اس خراب موڈ کے ساتھ بولا۔

دراصل باہر سے تھکے ہوئے اعصاب کے ساتھ گھر آتے ہی اس قسم کی سچویشن اس کے ذہن کو بہت تناؤ بخش چکی تھی۔

لائیلہ نے دھندلائی ہوئی مگر خوں ریز آنکھوں سے کھا جانے والے انداز میں اسے دیکھا اور بالکل آؤٹ ہوتے ہوئے اس کا گریبان پکڑ کر زور دار جھٹکا دیتے ہوئے زور زور سے روتے ہوئے چلانے لگی تھی۔

''میرا جی متلا رہا ہے آئی ایم پریگنٹ ابھی بھی نہیں سمجھے تم اتنے بچے نہیں ہو تم اتنے بھولے نہیں ہو۔'' اس کے سینے پہ مکے مارتے ہوئے وہ چیخ کے روئی تھی جبکہ ہمایوں عمر ہمدانی ایک پل کو حیران ششدر نظر آیا تھا اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ بڑی بے ساختہ اور دلفریب سی مسکراہٹ اُمڈی تھی لائیلہ کے بپھری ہوئی موج کی مانند شوریدہ سر وجود کو شانوں سے تھام کر خود میں سمیٹتے ہوئے وہ بہت سکون سے آنکھیں موند گیا تھا۔

''اوہ ریئلی لالہ آر یو شیور یو آر پریگنٹ آئی مین تمہیں غلط فہمی تو نہیں ہوئی۔'' اس کے دلکش سراپے کو محبت بھری لو دیتی متبسم نگاہوں سے دیکھتا وہ جیسے خواب آسا لہجے میں بولا تھا لائیلہ کی سانسیں بری طرح سے بے ہنگم ہو رہی تھیں اس کے اس طرح سے خوش ہونے پہ اسے جیسے تاسف گھرے رنج و ملال اور شدید قسم کی نفرت کے احساس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

''تم یہی چاہتے تھے مجھے پتہ تھا مگر میں تمہاری یہ خوشی خاک میں ملا دوں گی آئی ہیٹ یو آئی ہیٹ یو۔'' مٹھیاں بھینچتے نفرت سے اسے دیکھتی وہ ہذیانی انداز میں چلائی تو ہمایوں عمر ہمدانی بری طرح سے چونکتا ہوا نفی میں سر ہلا کر بولا تھا۔

''نو تم ایسا نہیں کر سکتیں اتنی سی آزمائش پہ گھبرا گئی لالہ تمہیں تو مجھ سے محبت تھی۔'' اسے زبردستی بازوؤں میں بھر کے اس کے مچلتے وجود پہ جھکتا ہوا وہ جیسے اسے کچھ یاد دلانے کو بولا تھا۔

''تھی وہ میری غلطی تھی فاش غلطی تم اس قابل نہیں تھے کہ تمہیں چاہا جاتا ویسے بھی ہر جذبہ جواب میں پذیرائی چاہتا ہے جب ایسا نہیں ہوا

تو پھر مایوس اور ندامت رہ جاتی ہے اور کچھ نہیں میرے پاس بھی تمہارے لئے اس کے سوا کچھ نہیں۔'' نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر برستی آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کر کے کہتی وہ ہمایوں عمر ہمدانی کو اچھا خاصا چونکا کے رکھ گئی کچھ دیر لب بھینچے وہ بہت خاموش نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا تھا پھر ٹھہرے ہوئے سرد لہجے میں بولا تھا۔

''ٹھیک ہے ایسی بات ہے تو پھر تو کوئی جواز ہی نہیں رہ جاتا اس رشتے کا اس ننھی جان کے دنیا میں آنے کا تم ابارشن کرانا چاہتی ہو ایز یو وش۔'' اپنی بات مکمل کر کے وہ رکا نہیں تھا لائبہ کچھ دیر ہلتے پردے کو سکتے کے عالم میں دیکھتی رہی پھر وہیں گھٹنوں کے بل گر کر رقت بھرے انداز میں رونے لگی تھی۔

اس کی بیٹی تین دن کی تھی جب پہلی بار ہمایوں عمر ہمدانی نے اس کے روم میں قدم رکھا تھا ممی جو اسے دیکھ کر اٹھ کر باہر چلی گئیں تھیں اپنے ساتھ عبداللہ کو بھی لے گئیں عباس البتہ لائبہ کے پہلو میں سو رہا تھا۔

''کیسی ہو؟'' ہمایوں عمر ہمدانی نے پھولوں کا ترو تازہ اور مہکتا ہوا گلدستہ اس کے سرہانے رکھ کر اسے دیکھا تو لائبہ جو اسے اندر آتے دیکھ رہی تھی متوجہ ہوتے ہی نگاہ کا زاویہ بدل گئی۔

''کچھ پوچھا تھا محترمہ۔'' بیڈ کی پٹی سے ٹکتا ہوا وہ اب مکمل طور پہ اس کی سمت متوجہ تھا۔

''آپ کو کیا جیسی بھی ہوں مر بھی جاتی تو آپ کے پاس تو جنازے کو کندھا دینے کی فرصت نہیں ہوتی۔'' اس کا گلا بھرایا ہوا ہی تھا رندھی ہوئی آواز میں بولی تو ہمایوں عمر ہمدانی ٹھنڈا سانس بھر کے مسکرا دیا۔

''ابھی تک ناراض ہو۔'' اس کی صبیح پیشانی پہ انگشت شہادت سے لکیر کھینچتے ہوئے وہ بہت تھکا تھکا نظر آیا۔

''ابھی تک سے کیا مراد ہے آپ کی۔'' وہ کچھ اور خفا ہوئی اس کی بے اعتنائی اسے روہانسا کر کے رکھ رہی تھی ضبط کے باوجود کئی موتی گالوں پہ پھیل آئے۔

''شکر کرو بیوی تمہارے پاس پہنچ گیا تیسرے دن سہی آیا تو ہوں ہوسپٹل سے فارغ ہوتے ہی ادھر بھاگا ہوں ورنہ جس قدر سخت آپریشن تھا نا بہت بری طرح سے زخمی ہوا تھا ڈاکوؤں کو مجھ سے خاص قسم کی خار محسوس ہوتی تھی جبھی خصوصی طور پہ نشانہ بنایا تھا۔'' اس کے ریشمی بالوں کو نرمی سے سہلاتا ہوا وہ اسے بھونچکا کر گیا۔

''واٹ؟'' اسے جھٹکا لگا تھا۔

''اونہہ لیٹی رہو۔'' اسے دہل کر تیزی سے اٹھتے دیکھ کر ہمایوں نے بوکھلا کر کہتے اس کے شانوں پہ ہاتھوں کا دباؤ ڈالا۔

''ٹیک اٹ ایزی یار اب ٹھیک ہوا ہوں تو تمہارے سامنے ہوں نا ویسے جس طرح اللہ نے مجھے بچایا مجھے تو لگ رہا تھا یہ صرف کسی کی خاص دعاؤں کا اثر تھا سچ بتاؤ اس ناراضگی کے باوجود میری حفاظت کی دعا کرتی تھیں۔'' نرمی سے مسکرا کر کہتا وہ اس کے گھبرا کر نظریں چرا لینے پہ زور سے ہنس پڑا تھا۔

''تھینک یو جزاک اللہ۔'' کاٹ سے سوتی ہوئی بچی کو اٹھا کر پیار کرتا ہوا وہ اس پہ بہت خاص نگاہ ڈال کر مسکرایا تو لائبہ کا چہرا سرخ پڑنے لگا۔

''بیٹی مبارک ہو بہت چارمنگ اور نازک ہے بالکل تمہاری طرح۔'' بچی کو دیکھتے ہوئے وہ اس قدر اچانک بولا تھا کہ لائبہ نے اچھا خاصا چونک کر اسے دیکھا پھر جیسے گہری یا سیت میں گر گئی تھی۔

''میری طرح یا علیشاہ کی طرح۔'' اس کے لہجے میں نارسائی اور شاکی پن پہ ہمایوں نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا تھا۔

''واٹ یو مین، اگر میں چارمنگ اور نازک ہوتی تو آپ کی توجہ محبت اور التفات کے لئے اس طرح نہ ترستی۔'' وہ ہزار ضبط کے باوجود رو پڑی تھی۔

''لالہ۔'' ہمایوں بے قرار سا ہو گیا۔

''کس نے کہا کہ مجھے تم سے محبت نہیں پگلی زبردستی اور ان چاہی ہو کر بھی جانے کب کیسے تم نے میرے دل پہ قبضہ جما لیا خدا کی قسم یہ بالکل صحیح ہے مجھے نہیں پتہ ایسا کب ہو گیا البتہ یہ ضرور تھا کہ میں تم سے محبت کرنے لگا تھا اس بار جب تم پریگنٹ ہوئی تو اس سے پہلے میں تمہیں اس محبت کا اعتبار سونپنا چاہتا تھا مگر کچھ واقعات ایسے ہوئے کہ میں اعتبار دینے کی بجائے خود بے اعتبار ہو گیا، پہلے تمہارے پاپا کی گرفتاری پھر تمہاری پریگننسی تم مجھ سے بدگمان تھیں جب تم میرے کمرے کو چھوڑ کر دوسرے بیڈ روم میں گئیں تو میرا جی چاہا تھا تم واپس اپنے کمرے میں لے آؤں پتہ ہے وجہ کیا تھی تمہارے بغیر مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا تھا۔'' وہ اس پہ جھک کر بوجھل لہجے میں بولا تو لائبہ حیا آمیز نظروں سے اسے دیکھتی غیر یقینی میں گھر گئی۔

''جھوٹ بالکل جھوٹ ورنہ آپ مجھ سے کہتے کہ میں ابارشن کروا دوں میں تو غصے میں تھی اور آپ......''

''صرف تم ہی غصے میں آ سکتی ہو مجھے غصہ نہیں آ سکتا تھا نفرت کا اظہار کر رہی تھیں محترمہ۔'' اس نے منہ پھلا کر جیسے اسے کچھ یاد کرایا لائبہ جھینپ کر ہنس پڑیں۔

''اور آپ نے یقین کر لیا۔''

''کیوں نہ کرتا بھلا۔'' وہ جیسے اب اسے ستا کر مزہ لے رہا تھا۔

''مگر یہ سچ تو نہیں تھا۔'' خفت سے نظریں چراتی وہ کچھ بے بس سی ہوئی۔

''اچھا یہ بتاؤ تمہارے بابا کو جو میں نے......؟'' کے پہلو میں لٹا کر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مخملیں کیس برآمد کرتے ہوئے وہ بات ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

''مجھے شرمندگی تھی ہمایوں اپنے اس روز کے بی ہیویر پہ، اس دھرتی کی حرمت کو پامال کرنے والوں کو سزا ضرور ملنی چاہیے پاپا میرے باپ ہیں مگر وہ ایک مجرم بھی ہیں۔'' اس نے نظریں جھکا کر گہرے دکھ سے کہا تو ہمایوں کے چہرے پہ طمانیت بھری مسکان بکھر گی۔

''اوہ تھینکس گاڈ ایک محبِ وطن سپاہی کی بیوی کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔'' مخملیں کیس کھول کر جڑاؤ نفیس کنگن نکالتے ہوئے وہ معنی خیز سے کہہ گیا تھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر لگاوٹ بھری نگاہوں کے حصار میں اس کا حجاب سے سرخ پڑتا چہرا رکھ کر بولا تھا۔

''اجازت ہے پہنا دوں۔'' وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

''یہ تمہاری رونمائی گفٹ بھی ہے اور ہمارے تینوں بچوں کی پیدائش کی خوشی کا تحفہ بھی۔''

''خاصے مہنگے ہیں۔''

''ایک ایماندار ایس پی اپنی تنخواہ سے جوڑ توڑ کر کے بامشکل بنوا پایا ہے۔'' اسے احتیاط سے کنگن پہناتے ہوئے وہ مسکراہٹ دبائے بولا تھا، لائبہ کے چہرے پہ آسودگی سے لبریز مسکراہٹ بکھر گئی ضد اور انتقام میں سہی ان کی فیملی جلد مکمل ہو چکی تھی اور پھر قدرت کا انعام بن کر اس مون ایورسٹ جیسے شخص کی محبت اسے مل گئی تھی تو اسے اور بھلا کیا چاہیے تھا۔

☆☆☆